پرورش

ابتدائی بچپن کی نشوونما پر پاکستان کا پہلا جریدہ

ہم سیکھنے کے عمل کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟

گھر والوں کے ساتھ مل کر سیکھنے کی روایات کو قائم کرنا

بچوں کو اپنے حقوق کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا

فنی مہارتوں کی ایسی سرگرمیاں جن سے بچوں کی تخلیقی صلاحیتیں بڑھیں

والدین اور اساتذہ کے لیے مختلف وسائل

پرورش

ابتدائی بچپن کی نشوونما پر پاکستان کا پہلا جریدہ

ہم سے رابطہ کیجیے

ہمیں آپ کی آراء کا انتظار رہے گا۔

براہ مہربانی اپنے خطوط، تبصرے اور تجاویز درج ذیل پتے پر بھیجیے:

جریدہ "پرورش"

سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن (ایس ای ایف)

پلاٹ 9، بلاک 7، کہکشاں کلفٹن 5، کراچی-75600

ای میل: nurture@ecdpak.com

ویب سائیٹ: www.ecdpak.com

ہمارے لئے لکھیے

ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ اپنی کہانیاں، مختصر حکایات، اور بچوں کی نشوونما اور ارتقاء کے حوالے سے اپنے تجربات مندرجہ بالا پتے پر بھیجیے۔

ECD کی سرگرمیوں، اشاعتوں، ECD کے پروگرام اور طریقہ کار سے متعلق مزید جاننے کے لئے اس کی ویب سائیٹ ملاحظہ فرمائیے۔

ویب سائیٹ: www.ecdpak.com

دستبرداری / اظہار لاتعلقی

جریدہ "پرورش" سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی جانب سے سال میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے۔ اس میں دیے گئے خیالات و آراء اور مضامین وغیرہ کے مندرجات کے ساتھ سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن، آغا خان فاؤنڈیشن یا رائل نیدرلینڈ ایمبیسی کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

اجازت نامہ

کاپی رائیٹ: ایکٹ سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن

جریدہ "پرورش" کے مضامین میں سے کوئی بھی اقتباس تعلیمی مقاصد یا ذاتی مقصد کے لیے چھاپنے یا فوٹو اسٹیٹ کرنے کے لئے کسی قسم کی تحریری اجازت نامے کی ضرورت نہیں ہے البتہ اس مقصد کے لئے ایک مکمل انتساب کے ساتھ کتابی اور تصنیفی حوالہ دیا جائے۔ اس جریدے کی کاپیاں ذیل کے پتہ پر دستیاب ہیں۔

سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن (ایس ای ایف)

پلاٹ 9، بلاک 7، کہکشاں کلفٹن 5، کراچی-75600

کفالت / سرپرستی اور معاونت:

جریدہ پرورش آر ای سی: ای سی ڈی پروگرام کے تحت رائل نیدرلینڈ ایمبیسی کے مالی تعاون سے شائع ہوتا ہے جو کہ آغا خان فاؤنڈیشن پاکستان سے مربوط ہے۔

Koninkrijk der Nederlanden

AGA KHAN FOUNDATION
An agency of the Aga Khan Development Network

اداریہ

دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کو مدنظر رکھا جائے تو اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ہم اپنے بچوں، انفرادی شخصیت اور کمیونٹیز کو اس مقام پر لے جائیں جہاں مسلسل ان کی بہتر تربیت کی جا سکے، تاکہ وہ اپنے سوچنے سمجھنے کے طریقۂ کار، اقداری نظام، ذہنی صلاحیتوں اور مختلف ماہرانہ مہارتوں کو اس انداز سے استعمال کریں جس سے وہ اپنے اور سماج دونوں ماحول کو مثبت طریقہ کار سے تبدیل کر سکیں۔ جب کوئی انسان دل کی گہرائیوں سے سیکھنے کے عمل میں شامل ہوتا ہے تو موجودہ خیالات کو ایک نئے معنی مل سکتے ہے، سیکھنے کا عمل، کوئی ایسا طریقۂ کار نہیں جس میں کوئی شخص اپنی ابتدائی عمر کو اس طرح گذارے کہ اس سے صرف آنے والی زندگی کی ضروریات ہی کو پورا کیا جا سکے اور نہ ہی سیکھنے کے عمل کو صرف نوکری حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھنا چاہئے۔

یہ بات ایک حقیقت ہے کہ اسکولوں میں تعلیم وتدریس کا موجودہ نظام کسی فردِ واحد یا کمیونٹی کے سیکھنے کی مختلف ضروریات کو مکمل طور پر پورا نہیں کرتا۔ یہ بات نہ صرف پوری دنیا میں موجود **900** ملین وہ لوگ جو پڑھنا لکھنا نہیں جانتے اور **130** ملین سے زائد اسکول نہ جانے والے بچوں کی حقیقت کو عیاں نہیں کرتی بلکہ اس سے وہ بچے جو پڑھنے کے لیے اسکول جاتے ہیں وہ اس نظام تعلیم کو صرف اس لئے چھوڑتے ہیں کیوں کہ وہاں پر پڑھانے کے لئے جو نظام تعلیم یا طریقہء کار موجود ہے وہ بہت محدود وسائل، سکھانے کی قابلیتوں اور سیکھنے کے بہتر طریقہء کار اور ترغیبات سے محروم ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ روایتی تدریسی نظام تعلیم مختلف علوم پر مبنی سیکھنے کے عمل سے متعلق نئے خیالات و تجربات اور فہم وفراست کو اپنانے میں ناکام رہا ہے، (بلکہ یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ اس حقیقت کے برخلاف رہا ہے)۔

پرورش کا یہ جریدہ آر سی سی اور ای سی ڈی کے پروگرام کے ذریعے والدین، اساتذہ اور کمیونٹیز کو، بچوں کی تربیت کرنے کے دوران درپیش آنے والے عقلی اور سماجی مسائل کو پہلے ہی حل کرنے کے لئے مدد فراہم کرے گا۔ اس سے سیکھنے کے لئے مشترکہ، بہت سارے ذرائع اور نئے طریقۂ کار سے منسلک مصروفیات کو پرکھنے اور مختلف کمیونٹیز کی ثقافتوں کے درمیان بچوں اور کسی کی ذاتی نشوونما میں بھی مدد ملے گی۔ پرورش کا یہ جریدہ سیکھنے کے معاملے میں ان تمام ضروری مقالوں کے ساتھ اس احساس پر مشتمل ہے کہ اس کے پڑھنے والے اپنے بچوں کے لئے خود ہی سیکھنے کا ایک بہتر ماحول چن سکیں اور تیار کر سکیں۔ سیکھنے، نشوونما اور عمل کرنے کے نئے نقطۂ نظر کے اسلوب پر عمل پیرا کرنے کے لئے، پرورش پوری دنیا میں ایسے متحرک دوستوں (پھر چاہے وہ حکومت، این جی او، اسکول، پرائیویٹ کمپنیز، ڈونر ایجنسیز، یونیورسٹیز، فاؤنڈیشن وغیرہ پر مشتمل کیوں نہ ہو) کو دعوت دیتی ہے، اور ان کے ساتھ مختلف باہمی مسائل جیسے، سماج میں موجود عام رواجی فہم و فراست کا نظام، فکر کے طریقہء کار پر تحقیق، سیکھنے کے لئے اپنانے والا پیچیدہ نظام اور بچوں کو سکھانے کے حوالے سے موجود دوسرے مسائل پر بحث کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ جو عمل اور رد عمل ان کے دوستوں کی طرف سے آئیں گے، اس کا لب لباب اس بات کی وضاحت کرے گا کہ پرورش کیا ہے؟ جیسے، ایک ایسی گاڑی جو بچوں کے سیکھنے والے ماحول کو اسکول کے اندر اور باہر تبدیلی لا سکے۔ ہمیشہ کی طرح ہم اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے ان کی قیمتی آراء کے منتظر رہے گیں۔

سمیّہ ایوب
ایڈیٹر پرورش

مدیر
سمیّہ ایوب

مشیران مدیر/مجلس مشاورت مدیر
مشہود رضوی
زہرا رضوی
عزیز کبانی

ادارتی رابطہ کار
سارہ حسین

ادارتی معاونت
امبرینہ احمد
فائزہ خان
حفصہ مصطفیٰ
تطہیر زہرا

ادارتی مشاورتی بورڈ
پروفیسر انیتا غلام علی (ستارۂ امتیاز) سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن (SEF)
کیرولین آرنلڈ آغا خان فاؤنڈیشن-جنیوا
عرفان اعوان دی سوسائٹی فار کمیونٹی سپورٹ فور پرائمری ایجوکیشن بلوچستان (SCSPEB)
ڈاکٹر کیتھی بارٹلیٹ آغا خان فاؤنڈیشن-جنیوا
مہناز محمود ٹیچرز ریسورس سینٹر (TRC)
عارف امین آغا خان فاؤنڈیشن - پاکستان
ڈاکٹر تنویر شیخ ہیلتھ اینڈ نیوٹریشن ڈیولپمنٹ سوسائٹی (ہینڈز)
منصورہ طفیل آغا خان ایجوکیشن سروسز - پاکستان (AKES,P)
ڈاکٹر غزالہ رفیق اے کے یو-ایچ ڈی پی (AKU-HDP)

مارکٹنگ اینڈ سرکیولیشن کوآرڈینیٹرز
محمد عاطف اللہ
سارہ حسین

کریٹیو ایسوسیئیٹس
عبدالمعیم خان
طوبیٰ فاطمہ
ذوالفقار علی

ترجمہ، کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ
سجاد گھلو
خادم حسین میمن
عظمت قاضی
نثار بامهن

تصاویر
امیج بینک، آغا خان فاؤنڈیشن
سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن

تصاویر کشی
اُمہ سلمٰی ہمدانی
طوبیٰ فاطمہ

تصویر سرورق
فاطمہ کدوائی

طباعت
سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن

پرورش

ابتدائی بچپن کی نشوونما پر پاکستان کا پہلا جریدہ

نمایاں مضامین

ہم سیکھنے کے عمل کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟ 01
ڈاکٹر سعدیہ عظیم

عمر کے ابتدائی سالوں میں سیکھنا 05
ڈاکٹر سعدیہ حسین

فنی مہارتوں اور تخلیقی صلاحیتوں کے ذریعے سیکھنا 09
ڈاکٹر سعدیہ عظیم

کمرۂ جماعت کو بچوں کے لئے فعال سیکھنے کا مرکز بنائیں 17
ڈاکٹر سعدیہ حسین

زبان کا سیکھنا 21
ڈاکٹر مریم حسین

بچوں کی نشوونما اور سیکھنے میں ان کا شوق 23
ڈاکٹر جہاں آرا ... ایل-سی

سیکھنے کے عمل کو تفریحی عمل بنائیں 26
ڈاکٹر سعدیہ حسین

گھر والوں کے ساتھ مل کر سیکھنے کی روایات کو قائم کرنا 27
ڈاکٹر ...

چھوٹے بچوں میں سیکھنے کے عمل کو اجاگر کرنا 29
ڈاکٹر مریم حسین

عباس حسین کے ساتھ بات چیت 31
جائزہ: ثنا

ویب سائیٹ کا جائزہ
دی مجیکل چائلڈ پراجیکٹ 34
جائزہ: ...

بچوں کے ابتدائی سالوں پر نظر 35
ڈاکٹر سعدیہ حسین

ہم سیکھنے کے عمل کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟

اس میں کتنا سچ ہے؟

سعدیہ عظیم

سیکھنا کیا ہے؟

سیکھنے کے عمل کو کسی سادہ جملے میں بیان کرنا ایک مشکل کام ہے۔ ہم میں سے اکثر یہ جانتے ہیں کہ سب لوگ ایک جیسے نہیں ہوتے اور اسی لیے سیکھنے کے عمل کی کوئی ایک تعریف نہیں ہو سکتی، جو کہ اس مضمون کو پڑھنے والے سب لوگوں کے لئے ایک جامع مفہوم بن سکے۔ ہر انسان اپنی ذاتی صلاحیت کے مطابق دنیا کو سمجھتا ہے۔ آپ نے اکثر یہ مشاہدہ کیا ہوگا کہ جب بھی آپ کوئی نئی چیز سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو شاید آپ اس چیز کے بارے میں پہلے مکمل کسی دوسرے شخص سے سننا پسند کرتے ہیں اور آپ یہ چاہتے ہیں کہ کوئی دوسرا اسے بیان کرے اور آپ اسے سنیں اور پھر سمجھیں۔ جب کہ کچھ لوگ کسی چیز کو سیکھنے کے لیے پڑھتے ہیں اور اس طرح سیکھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو کسی چیز کے خیال کو سمجھنے کے لئے عملی طور پر اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ سیکھنے کے عمل کو کسی ایک سطر میں بیان نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مختلف لوگ مختلف طریقے سے سیکھتے ہیں اور اس اصول کا اطلاق چھوٹے بچوں اور بڑوں سب پر یکساں ہوتا ہے۔ ہم سیکھنے کے دوران ایک ہی طریقے سے نہیں سیکھتے۔ ہر کسی کے سیکھنے کا اپنا ایک مخصوص انداز اور طریقہ کار ہوتا ہے۔

ہم کسی بھی چیز کو کس طرح سیکھتے ہیں؟

آپ اپنے ماضی کو یاد کریں جب آپ نے کوئی نئی چیز سیکھی تھی۔ اچھا سب سے پہلے ہم ایک عام مثال لیتے ہیں جیسے آپ نے چلنا یا اپنے جوتے کے تسمے باندھنا سیکھے تھے۔ کیا آپ کو یاد ہے کہ جب آپ بچے تھے تو کس نے

آپ کو جوتوں کے تسمے باندھنا سکھایا تھا؟ اگر مجھے صحیح طرح سے یاد ہے تو میں نے یہ مشکل اور پیچیدہ کام مشاہدے اور اپنے بڑوں کی سرپرستی میں بار بار کرنے سے سیکھا تھا اور اس وقت تک اس کو دہرایا تھا جب تک میں نے اس عمل پر مہارت حاصل نہیں کر لی۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نے کسی اور کو دیکھتے ہوئے یا خود ہی بار بار تسمے باندھنے کے عمل کو دہرایا ہوگا، یقیناً آپ نے اس وقت تک کوشش کی ہوگی جب تک اس مشکل کام کو آپ نے خود سے کرنے پر دسترس حاصل نہ کر لی ہو۔

چلیں اب کچھ پڑھائی کے دنوں کی مثالیں لیتے ہیں۔ پہاڑے (table) یاد کرنے والی مشق کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ ہم میں بہت سے اس مشق سے واسطہ رہے ہوں گے۔ مجھے بہت ہی اچھی طرح سے یاد ہے جب ہماری ریاضی (Maths) کی استانی ہماری کلاس میں آیا کرتی تھیں تو سارے طلبہ ان کے ساتھ پہاڑے بڑے سُر سے دہراتے تھے۔۔۔۔۔ دو ایکم دو، دو دونی چار وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہم میں سے بہت سارے لوگوں نے پہاڑے رٹنے کے طریقے اور مسلسل دہرانے سے سیکھے تھے۔ ہمارے اسکول میں ریاضی (Maths) کی کلاس کا بہت زیادہ وقت پہاڑے سیکھنے میں ہی گزرتا تھا، کیونکہ وہ ایک بہت اہم کام ہوا کرتا تھا۔

چونکہ میرے اسکول کا بہت سارا وقت ان بارہ پہاڑوں کو یاد کرنے میں گزرا تھا، اور آج تک مجھے صرف دو کا پہاڑا (table) ہی اچھی طرح یاد ہے اور وہ اس لئے کہ میں زبانی طور پر میں اسے گن سکتی ہوں اور اس کو ایک مطلب دے سکتی ہوں۔ اور یہ امر میرے لئے بھی باعث شرم ہے کہ مجھے بقیہ پہاڑوں کے بارے میں کچھ بھی یاد نہیں۔

ہو سکتا ہے کہ اس مضمون کو پڑھنے والے کچھ لوگوں کو سارے پہاڑے یاد ہوں اور یاد کرنے کی یہ مخصوص مشق ہم میں سے کچھ لوگوں کے لئے بہت ہی کارآمد رہی ہو، پر کیا یہ ہم سب کے لئے صحیح ثابت ہوئی ہے؟ میں نے کسی جگہ پر پڑھا تھا اور یہ بات مجھے کھٹکتی رہی ہے ــــــ "جب کچھ سیکھتے وقت ہم اس کا مطلب نہیں سمجھ پاتے تب ہم اسے رٹ کر یاد کرنے کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔"

چھوٹے بچے
کس طرح سیکھتے ہیں؟

عام طور پر یہ سمجھا اور مانا جاتا ہے کہ بچے "سیکھنے کے فعال انداز (Active Learning) سے سیکھتے ہیں۔ چھوٹے بچے زیادہ اچھی طرح سے "حقیقی" تجربات اور اپنے سارے حواس خمسہ (جیسے دیکھنا، چکھنا، سونگھنا، سننا اور چھونا) کے استعمال سے سیکھتے ہیں۔ اس اصطلاح Active Learning کے حقیقی معنی کیا ہیں؟ کبھی کبھی ہم اس اصطلاح کو ایسے ہی استعمال کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ جب ہم بچوں کو فلیش کارڈ، ورک شیٹ اور اس طرح کی دوسری چیزوں کی مدد کے ذریعے سکھاتے ہیں تو اسے "سیکھنے کا فعال انداز" یا Active Learning کہتے ہیں۔

Active Learning اصل میں وہ وقت ہوتا ہے جب بچے نئی چیزیں دریافت کرنا شروع کرتے ہیں، ہموار کو خوش اسلوبی سے بناتے ہیں اور بڑوں کے حکم اور ہدایات کے بغیر خود ہی آزادانہ طریقے سے کام کرتے ہیں۔ یہی وہ وقت ہے جب استاد "سکھانا" بند کرتا ہے اور صرف مشاہدہ کرنے کے لئے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ بچوں کو بحث و مباحثہ کرنے اور نئی چیزیں دریافت کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کرتا ہے، اور ورک شیٹ کے بغیر ان کو کھیلنے کے لئے مواقع مہیا کرتا ہے اور بچوں کا قدرت سے لگاؤ بڑھانے میں مدد کرتا ہے۔

جب عملی تجربات سے سیکھنے کا عمل بہتر ہو جاتا ہے تو اس سے بچوں کو سیکھنے کے لئے آہستہ آہستہ آنے والے پیچیدہ مراحل طے کرنے کے لئے مضبوط بنیاد فراہم ہوتی ہے۔ مختلف سرگرمیوں اور کھیلوں میں شمولیت کے ذریعے بچے نئے خیالات سیکھتے ہیں، مہارتیں حاصل کرتے ہیں، حقائق کے بارے میں جانتے ہیں اور اپنے اردگرد موجود دنیا کے بارے میں ایک خاکہ بناتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ بچے اور یہاں تک کہ نوجوان بھی اس وقت اچھی طرح سیکھتے ہیں جب وہ کوئی بھی کام عملی طور پر کرتے ہیں۔

بات چیت (Conversation) کرنا بھی سیکھنے کا ایک موثر طریقہ ہے۔ عام طور پر بچے سننا پسند کرتے ہیں، کلاس میں خاموشی سے بیٹھتے ہیں اور اپنے آپ اچھی طرح سے پیش آتے ہیں۔ عموماً اساتذہ کو سنتے ہوئے زبان سیکھنے کا موقع وہ کیسے حاصل کرتے ہیں، جو کہ ان کے بڑھنے کے لئے ایک بہت ضروری صلاحیت ہے۔ وہ کس طرح بولنا، سوچنا، وجوہات ڈھونڈنا اور اپنے مسائل کا خود حل تلاش کرنا سیکھتے ہیں؟

بچے کھیل کے ذریعے بھی بہت ساری صلاحیتیں حاصل کرتے ہیں۔ بچوں کے بارے میں کی گئی تحقیقات اور بچوں کی نشوونما کے نظریات میں کھیل کے ذریعے حاصل ہونے والے فوائد نظر آتے ہیں۔ کھیل بچوں کے لئے ایک جذباتی ذریعہ ہے۔ کھیل کے ذریعے بچے اس دنیا کے بارے میں ایک خاکہ کھینچتے ہیں۔ وہ اپنے اور دوسرے لوگوں کے احساسات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ اصل دنیا کے حالات کو کھیل کے ذریعے ہی کم کیا جاسکتا ہے جبکہ یہ سماجی میل جول میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی میل جول کے ذریعے بچے جذباتی، سماجی اور جسمانی حساب سے بڑے ہوتے ہیں اور یہی زندگی کی ابتدائی اہم مہارتیں ہیں۔

والدین، اسکول اور سیکھنے کا عمل

عام طور پر ہمارے معاشرے میں بچوں کے سیکھنے اور نصاب کی ضروریات کی تکمیل سے والدین ایک اسکول سے کیا توقعات رکھتے ہیں؟ ابتدائی اسکول (Preschool) میں کون سی ضروریات پوری کی جاتی ہیں؟ سیکھنے کے طریقہ کار یا مکمل نشوونما کا مطلب کیا ہوتا ہے؟

سیکھنے کے حوالے سے عام طور پر والدین اپنے بچے کو Preschool میں بھیجتے ہیں تاکہ وہ جلد سے جلد لکھنا اور پڑھنا شروع کرے۔ وہ مختلف اسکولوں اور اسکولوں کے معیار میں موازنہ کرتے ہیں۔ عموماً یہ مانا جاتا ہے کہ بہت زیادہ "ہوشیار بچے" اور "اچھے اسکول" وہی ہوتے ہیں جہاں بچے پڑھنا لکھنا سیکھ جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ بچوں کا اسکول میں زیادہ تر وقت کتابوں کے ساتھ کام کرنے اور پڑھنے گزرتا ہے۔ کتابوں کے ساتھ کام کرنے کا تصور اس کے صفحات اور اعداد اور حروف تہجی کے صفحات اور اردو اور انگریزی کی لکھائی والی کاپیوں میں بچے کا کام کرنا زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسکول اور اساتذہ سارے بچوں کو ایک ہی کلاس میں ایک ہی سطح پر رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ اس عمر میں بچوں کے پاس سیکھنے کے لئے اپنے طریقے، خود ساختہ معیار کی سطح اور اپنے محدود تجربات ہوتے ہیں۔

ایک استاد کی حیثیت سے ہمیں ان ساری امتیازی باتوں کا احترام کرنا اور ان کو سمجھنا ہوگا۔ جب کہ اب تک ان سارے بچوں سے یہ جانے بغیر کہ ان کے گزشتہ تجربات اور ضروریات کیا تھیں، یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ ایک ہی طرح کی تحریر میں ایک ہی سائز کے حروف اور نمبر لکھیں۔ اگر بچے کی تحریر اور معیار کی سطح مختلف ہے تو اساتذہ یہ طے کر لیتے ہیں کہ بچے کے کام کو بار بار مٹا کر دوبارہ لکھنے میں مدد کی جائے اور ان کے کام کو موسیقی، پی ٹی کی کلاس میں بھی بٹھا کر مکمل کروایا جائے۔ اس کے لئے اساتذہ اسکول کی ہیڈ سے باقاعدہ اجازت لیتے ہیں اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ سارے بچوں نے بورڈ پر ان کے لکھے ہوئے الفاظ اور نمبرز کو بالکل اچھی طرح سے نقل کر لیا ہے تب وہ مطمئن ہو جاتے ہیں۔

اپنے آپ سے پوچھیں اور اپنا تجزیہ کریں کہ کیا بچے واقعی اساتذہ کے سکھانے کے اس طریقہ کار سے فائدہ حاصل کرتے ہیں؟ ایک استاد کی حیثیت سے کیا سیکھنے اور سکھانے کے اس طریقہ کار میں کوئی تبدیلی کی ضرورت ہے؟ کیا آپ کی کلاس میں کچھ بچے ایک کونے میں اداس بیٹھے رہتے ہیں یا وہ اسکول آنے میں خوشی محسوس نہیں کرتے؟ ان وجوہات کے اسباب کے بارے میں سوچیں کہ آپ ان کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟

سیکھنے کے مفید طریقہ کار کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس میں مکمل نشوونما کا تصور موجود ہو۔ اس سے اس حقیقت کی حمایت ہوتی ہے کہ چھوٹے بچوں کے سیکھنے کے عمل کو صرف مضمون کی حد تک محدود کیا جائے۔ جب بچوں کا زیادہ تر وقت لکھنے، یاد کرنے اور اساتذہ کی طرف سے دیے ہوئے مخصوص مضمون کا کام کرنے میں گزرے گا، تو پھر وہ مکمل طور پر نشوونما کب پائیں گے؟

مکمل نشوونما (Holistic Development) کی توجہ کا مرکز پورا بچہ ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ

سیکھنے کے سارے مراحل میں نشوونما اور بڑھوتری جو شخصیت کی نشوونما کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے، اور اس میں سماجی، جذباتی، جسمانی اور زبان کی ترقی کے عوامل بھی شامل ہوتے ہیں۔

سیکھنے کے بارے میں ایک عام تصور:

جب اس مضمون کے لئے میں نے انٹرنیٹ پر بہت سارا مواد دیکھا تو میں نے اساتذہ کی طرف سے سیکھنے کے بارے میں بہت ہی انوکھے خیالات بھی پڑھے جو میں آپ تک پہنچانا ضروری سمجھتی ہوں:

1. سیکھنا ایک اسٹیبل عمل ہے۔ اساتذہ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ بات کو بیان کریں، بحث و مباحثہ کریں، مقابلہ کریں اور تحقیق کریں۔ سیکھنے کے عمل میں معلومات بہت اہم ہوتا ہے۔

2. ہم کہانیوں کی صورت میں سیکھتے ہیں۔ خیال کہانیوں کی صورت میں سفر کرتے ہیں۔ واقعات کے بارے میں کہانیاں، لوگوں کے بارے میں کہانیاں اور مقامات اور کامیابیوں کے بارے میں کہانیاں۔ اچھا استاد اچھی کہانی سنانے والا بھی ہوتا ہے۔

3. ہم اس وقت اچھی طرح سیکھتے ہیں جب سیکھنا کوئی سبب ہو۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ کسی بھی چیز کو معلوم ہونے کے لئے بنیادی بہت اہم چیز ہے۔ ہم تجربات اور معلومات کا خزانہ اپنے پاس رکھتے ہیں اور ہم صرف ان چیزوں کو محسوس کرتے ہیں جن کے بارے میں ہم جانتے ہوتے ہیں۔

4. ہم اچھی طرح ان چیزوں کو حاصل کرتے ہیں جن کو ہم عمل طریقے سے سیکھتے ہیں۔

5. ہم سب کے پاس سیکھنے کی مختلف ترجیحات اور ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کے مختلف طریقہ کار ہوتے ہیں۔

جب میں ایک استاد کی حیثیت سے اپنے کئی سالوں پر محیط تجربہ اور ایک ابتدائی اسکول Preschool کے ایک سیکشن کے سربراہ کی حیثیت سے اپنے سفر پر نگاہ ڈالتی ہوں اور آج جب میں اساتذہ کی تربیت کر رہی ہوں، جب میں عموماً اپنے استاد کے دور والے طرزِ عمل والے استاد اور پیشے پر سوچتی ہوں تو میں حیران ہو جاتی ہوں کہ کاش بچپن میں اس استاد اور سیکھنے کی جانب کے لیے اس پر گہری نگاہ ڈال سکتی! اس بارے میں سوچ سکتی یا میں بھی بہت سے دوسرے لوگوں کی طرح تھی۔ جو اس سسٹم کی پیداوار ہیں اور جو مشکل سے ہی سوالات کرتے، سوچتے اور اسباب پر بولتے ہیں۔ یہ سب اس لئے تھا کیونکہ بچپن سے ہم بھی سیکھتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے یا ہم بھی ان میں سے تھی جو مشکل سے ہی اس بات سے ہوتے کام کرواتے ہیں اور اپنے ذاتی خیالات اور تصورات کے بغیر تکرار کرتے ہیں؟

اس طرح کی بہت ساری چیزوں نے مجھے حیران کر دیا کہ یہ تصور سے کتنا دور ہے۔ عموماً لوگ سیکھنے کے بارے میں کیا تصور کرتے ہیں اور سیکھنے کا حقیقی مطلب کیا ہوتا ہے؟ اگر میں ان سارے بچوں سے انصاف کر پاتی جو بہت سالوں سے میری ذمہ داری اور تربیت میں تھے تو یہ سوال میرے خود کے لیے بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان بچوں نے ٹھیک طرح سیکھا، حقیقی معنوں میں سمجھا اور سیکھا جو میں نے ان کو کلاس میں سکھایا، کیا وہ سب معلومات وہ اپنے پاس رکھ پائے؟

مصنف کے بارے میں: سعدیہ جبیں تعلیم رسورس سینٹر کے ٹریننگ اور ڈویلپمنٹ کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے ایجوکیشن میں پوسٹ گریجویشن سرٹیفیکیٹ کورس کیا ہوا ہے اور گزشتہ تین برسوں سے پری پرائمری لیول کے اساتذہ کو ٹریننگ دے رہی ہیں۔

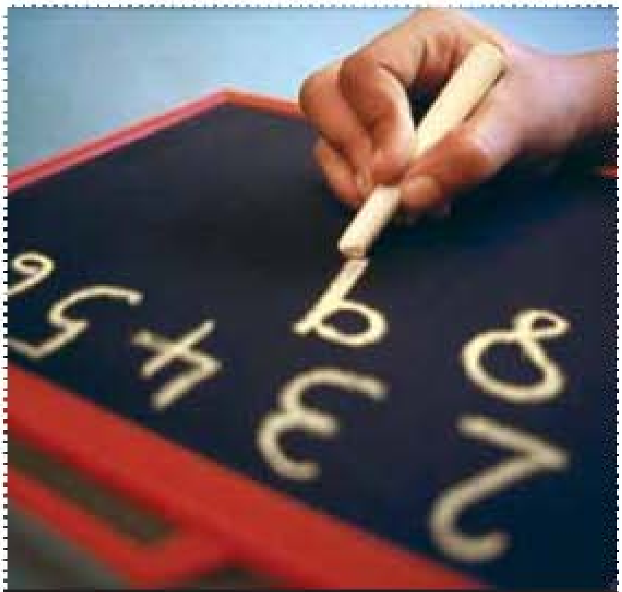

سیکھنے کا حقیقی طریقہ کار:

سیکھنے کے تصورات موج کے ایک دلچسپ نقطے کے پاس ہوتے ہیں۔ سیکھنے کے بارے میں عام اساتذہ کئی سالوں پر محیط سیکھنے کے طریقہ کار کے بارے میں اس مضمون میں باتیں کی گئی ہیں۔ مختصراً یہ کہ سیکھنے کے بارے میں ان و کرم شدہ چیزوں کا خیال رکھا جائے:

- سیکھنے والا ہر انسان کیا انفرادی پہچان رکھتا ہے۔
- پہلے حاصل شدہ معلومات اور اثرات کو ایک بنیادی حقیقت سے دیکھا جائے جس پر سیکھنے کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔
- بچے خود ہی سیکھنے کے مؤثر طریقے Active Learning دریافت کرتے اور آگے بڑھتے ہیں۔
- بچے محفوظ اور پُر خلوص ماحول میں کسی چیز کی قدر کو محسوس کرتے ہیں جہاں پر ان کے جذباتی اور جسمانی ضرورتوں کا خیال رکھا جائے۔
- ضروری مہارتیں جیسے سوچنا، مشاہدہ کرنا، تحقیق اور سوال کرنا، بچوں کو اس لائق بناتے ہیں کہ وہ اپنی طرف سے مؤثر سیکھنے والے بن سکیں۔
- منصوبہ بندی کے لئے وقت، منصوبے کی شروعات کرنا اور دوسروں کے ساتھ اس کا جائزہ کرنا یہ سب چیزیں سیکھنے والوں کے لئے بہت ضروری ہے۔
- بنیادی طور پر جو جسمانی تعلقات اور دوسروں سے ہوتے ہیں، سیکھنے کا ایک اہم حصہ ہوتا ہے جو سیکھنے کے عمل پر بڑے پیمانے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔
- طریقہ سکھانے کے سلسلے میں استاد کا کردار ترغیب و تحریک اور سہولت کار کا ہوتا ہے۔

Sources:
http://www.woodcroftps.sa.edu.au
http://denham.typepad.com
Strong Foundations. A guide for the ECE teacher. Mahenaz Mahmood

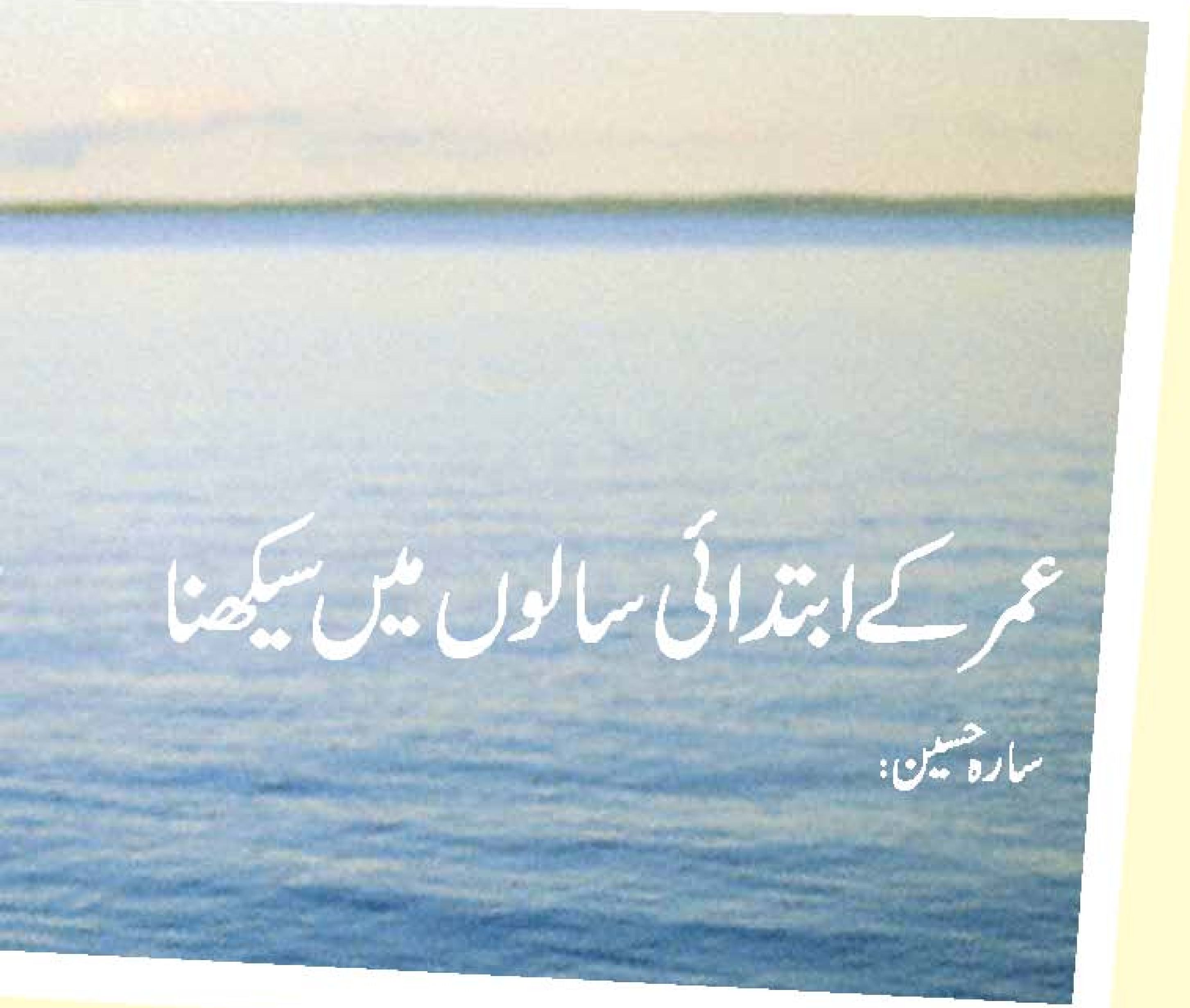

عمر کے ابتدائی سالوں میں سیکھنا

سارہ حسین:

والدین کے درمیان آج کل جو سب سے زیادہ دلچسپ بات زیر بحث ہے وہ یہ ہے کہ ان کا بچہ اسکول میں کتنا اچھا کام کر رہا ہے۔ ہم والدین کی شکایت سنتے ہیں کہ "میرا بچہ اچھا شاگرد نہیں ہے، وہ ہمیشہ ٹیسٹ میں ناکام ہو جاتا ہے میں کیا کروں؟" ہم اکثر اوقات یہ بحث بھی کرتے ہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں اور ہم اس حقیقت کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ ہر بچہ ذاتی طور پر سیکھنے کی مختلف صلاحیتیں رکھتا ہے۔

ٹیوشن لینا آجکل ایک فیشن بن گیا ہے، بچے اسکول سے واپس گھر آتے ہیں، دوپہر کا کھانا کھاتے ہیں اور آدھے گھنٹے کے بعد دوبارہ تیار ہو کر ٹیوشن سینٹر چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ ٹیوشن سینٹرز بچوں کو اچھی طرح سے "سکھاتے" میں مدد کرتے ہیں۔ میں 3 اور 4 سال کی عمر کے ایسے کئی بچوں کو جانتی ہوں جن کے ماں باپ ان کو اسکول کے بعد ٹیوشن پڑھانے کے لیے بھیجتے ہیں۔ البتہ ہم میں سے کسی نے ایک لمحے کے لیے بھی یہ سوچا ہے کہ ایسا کون سا اچھا اور الگ طریقہ ہے جس سے بچے سیکھ سکتے ہیں؟ والدین اپنے بچوں کو ٹیوشن پر کیوں بھیجنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، جب کہ بچے اسکول سے پورا دن کام کر کے واپس لوٹتے ہیں؟ اس کا بہت ہی سادہ اور سیدھا سا سبب ہے کہ یہاں والدین کے بیچ میں مقابلہ ہوتا ہے، جس کا بچہ ایک اچھا شاگرد، ایک اچھا سیکھنے والا اور بہت ہی ہوشیار ہوتا ہے۔ یہ والدین کیوں بھول جاتے ہیں کہ ان کے آپس میں چلتے ہوئے مقابلے میں ان کے بچوں کو دھکیلا جا رہا ہے۔

حتیٰ کہ اسکول میں بھی یہی کہانی دہرائی جاتی ہے۔ وہاں پر طلبہ کے درمیان بہت سارے مقابلوں کے ذریعے ان کو ہر چیز میں بہترین ہونے کے لئے ترغیب دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باقاعدہ طور پر ٹیسٹ اور امتحانات کا انتظام کیا جاتا ہے اور جو بچے سب سے زیادہ نمبر حاصل کرتے ہیں ان کو درجات اور اعزازات سے نوازا جاتا ہے۔ تعلیم کی حکمت عملی بنانے والے اور پیشہ ور ماہرین کے درمیان سیکھنے کے حوالے سے چلنے والی باتوں میں حیرت کی انتہا تک اس بات کو بھلایا جاتا ہے کہ حقیقی معنوں میں تعلیم کا نتیجہ کیا نکلنا چاہیے۔

مثال کے طور پر اساتذہ اور غیر نصابی تعلیم کے مختلف میدانوں میں کام کرنے والوں کے لیے پیشہ وارانہ تعلیمی پروگرام میں سیکھنے والے نظریات کو زیادہ اچھی طرح سے نہیں بتایا/ سنایا جاتا۔ یہ تو ایسا ہے کہ تعلیم جیسے کوئی مسئلہ ہی نہیں اور یہ صرف معلومات حاصل کرنے کے لیے ہے۔ سیکھنے کے طریقہ کار اور نصاب کو نیچے کیا جائے، یہ تمام صاف نظر آئے اور جانچنے (جیسے امتحانات اور جانچ پڑتال کے طریقہ کار سے ناپا جاتا ہے) کی پیروی کی جائے۔ سیکھنے کے طریقہ کار میں اسی توجہ کی عدم موجودگی ناگزیر طور پر تعلیم کے شدید نقصان کی طرف لے جائے گی۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ نتیجے کے لحاظ سے طریقہ کار بالکل ہی بے اثر ہے، مگر تعلیم کا کیا ہوگا کیا واقعی اس کی اہمیت میں کمی ہوگی۔

بچے کام کرنے سے سیکھتے ہیں۔ (پیاژے Piaget 1950-72، مونٹیسری Montessori 1964، ایرکسن Erikson 1963 ایلکائنڈ Elkind 1986 اور کامی Kamii 1985 نے پہلا خاکہ) سیکھنے کا طریقہ کار بہت ہی پیچیدہ ہوتا ہے جو کہ بچوں کی اپنی سوچ اور باہر کی دنیا کے تجربات کے نتیجے میں سامنے آتا ہے۔ سیکھنے کے عمل میں کھیل ایک بہت ہی اہم معاون ثابت ہوتا ہے جو ایک سانچے کی طرح ہوتا ہے جس سے بچوں کے سیکھنے کا آغاز ہوتا ہے۔ جیسے ہی بچے بڑے ہوتے ہیں وہ کئی مہارتیں اور تجربات سیکھتے ہیں جو کہ سیکھنے کے عمل میں سہولت فراہم کرتے ہیں۔

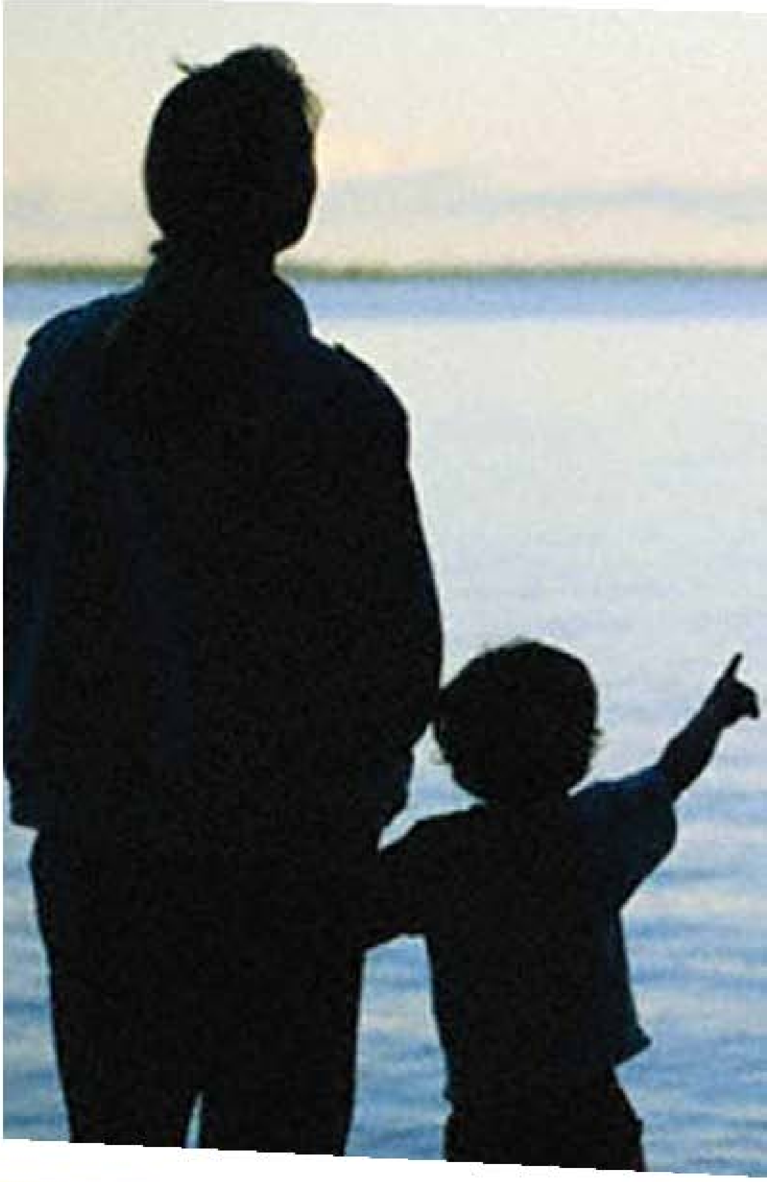

آیئے ہم چھوٹے بچوں کی تعلیم سے وابستہ سیکھنے کے چار مختلف پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہیں:

آگہی/معلومات(Knowledge):

بچپن کے ابتدائی دور میں علم کا دارومدار حقیقت، خیالات، تصورات، الفاظ اور کہانیوں پر ہوتا ہے۔ ایک بچہ تحقیق کے ساتھ ساتھ پوچھے ہوئے سوالات کے جوابات، وضاحت، بیان اور مختلف واقعات کی جانچ پڑتال سے آگہی حاصل کرتا ہے۔

مہارتیں(Skills):

مہارتیں کسی بھی عمل کی بہت چھوٹی سی اکائیاں ہوتی ہیں، جو کہ نسبتاً کم وقت میں وقوع پذیر ہوتی ہیں اور جو بہت ہی آسانی سے دیکھی اور اخذ کی جا سکتی ہیں۔ ابتدائی سالوں میں زیادہ تر سیکھے والی مہارتوں میں سے سماجی، زبانی، گنتی اور ڈرائنگ کی مہارتیں چند ایک ہیں۔ مہارتیں براہ راست ہدایتوں سے سیکھی جاتی ہیں اور ان کی بار بار مشق اور دہرانے سے ان کو بہتر کیا جا سکتا ہے۔

فطری رجحانات(Dispositions):

فطری رجحانات ذہن کی عادات یا کسی مخصوص حالات میں مخصوص طریقوں سے کیے گئے رد عمل کے رجحانات ہوتے ہیں۔ تجسس، دوستی کے جذبات یا دوسروں کے پن، تخلیقی صلاحیت اور تخلیقی صلاحیتیں فطری رجحانات کے طور پر ابھرتے ہیں۔ فطری رجحانات ہدایتوں کے ذریعے یا بار بار دہرانے سے نہیں سیکھے جا سکتے۔ جن فطری رجحانات کو بچوں کو حاصل کرنے یا مضبوط کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے تجسس، تخلیقی صلاحیت، تعاون، دوستی کے جذبات یہ سارے رجحانات بچے شروع میں ہی اپنے آس پاس موجود لوگوں کے اظہار سے ہی سیکھ جاتے ہیں۔ بچہ جو ایک مخصوص قسم کا خاص رجحان سیکھ رہا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کو اسی انداز سے پیش آنے کا موقع ملے جو کہ اس رجحان میں موجود ہے۔ اگر بچے نے اس طرح کا عمل کیا تو پھر اس کے رویے میں تبدیلی آ سکتی ہے اور اس کو مزید بہتر بھی کیا جا سکتا ہے۔ اساتذہ تحصیلی مقاصد کے بجائے سیکھنے کے مقاصد کی ترتیب سے فطری رجحانات کو مضبوط کر سکتے ہیں۔ ایک استاد کا کہنا ہے کہ "چلیں دیکھیں کہ ہم کسی چیز کے بارے میں کس طرح دریافت کر سکتے ہیں" بجائے اس کے کہ "میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم کیسے اچھی طرح سے یہ کام کرتے ہو۔" اس سے بچوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور پھر وہ اپنی کارکردگی کے بجائے سیکھنے والی چیزوں پر اپنی توجہ زیادہ مرکوز کرتے ہیں۔

محسوسات(Feelings):

محسوسات داخلی جذباتی حالتیں ہوتی ہیں، جن میں سے بہت ساری تو پیدائشی ہوتی ہیں، اور جو سیکھی جاتی ہیں وہ قابلیت، لگاؤ اور حفاظت کا احساس ہیں۔ اسکول، اساتذہ، سیکھنے کے عمل اور دوسرے بچوں کے بارے میں احساسات کو بھی ابتدائی سالوں میں سیکھا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر، جب بچے جسمانی طور پر بڑے ہوتے ہیں تو وہ اپنے ماحول کو اور بہتر طریقے سے تحقیق کرنے اور سلیقے سے سیکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح بچے جیسے ہی زیادہ سمجھدار ہوتے جاتے ہیں تو وہ دوسرے لوگوں کے مختلف نظریات سمجھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ آگہی کوئی ایسی چیز نہیں جو بچوں کو اس طرح دی جائے کہ جیسے وہ خالی کنستر ہیں جن کو صرف بھرنا ہوتا ہے۔

بچے جسمانی اور سماجی دنیا کے بارے میں آگہی حاصل کرتے ہیں جس میں وہ چیزیں، کھیلنے، دوسری چیزوں اور لوگوں کے ساتھ باہمی عمل کے ذریعے مسلسل سیکھتے رہتے ہیں۔ بچوں کو سیکھنے کے لیے مجبور کرنے کی ضرورت نہیں، وہ اپنی خواہش کی ترغیب کے ذریعے ہی دنیا کو کوئی نہ کوئی مطلب دے رہے ہیں۔

اس مضمون میں سیکھنے کے بنیادی اصولوں کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ سیکھنا کیسے عمل میں آتا ہے اور یہ کس طرح وقوع پذیر ہوتا ہے یہ دونوں الگ الگ باتیں ہیں۔ ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے سیکھیں، اور جب ہم ان کو سکھا رہے ہوتے ہیں تو ہم آگہی دے رہے ہوتے ہیں جو انہیں دینا چاہتے ہیں۔ ہم بہت سارا کام کرنے کے لیے بچوں سے بہت ساری امیدیں وابستہ کر لیتے ہیں۔ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ چھوٹے بچے پیدائشی متلاشی ہوتے ہیں اور وہ جب بہتر سیکھیں گے جب وہ اپنے اردگرد موجود دنیا کے بارے میں خود تحقیق اور تجربہ کریں گے۔

بچے باہمی عمل کے ذریعے سیکھتے ہیں

حال ہی میں کی گئی تحقیق سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ بچے زیادہ اچھے طریقے سے اس وقت سیکھتے ہیں جب وہ باہمی عمل میں مصروف ہوتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کو بڑے لوگوں، تحریری مواد اور آس پاس میں موجود ماحول کے ساتھ اس طرح گھل مل جانا چاہیے، جس سے ان کو اپنے تجربے اور ماحول کے مطابق شعور حاصل کرنے میں مدد مل سکے۔ انہیں سیکھنے کے حوالے سے اپنے اردگرد موجود ماحول کے مختلف پہلوؤں کی چھان بین کرنی چاہیے اور اپنے حاصل شدہ نتائج اور تحقیقات کو بحث مباحثے، پینٹنگز اور ڈرائنگز میں محفوظ کرنا چاہیے۔ اس طرح کی سرگرمیوں سے ہونے والے باہمی عمل کے نتیجے میں سماجی اور دانشمندانہ نتائج و اسباق حاصل ہوتے ہیں۔

بچوں کے سیکھنے والے طریقہ کار کا بغور جائزہ لیں

آپ اپنے کمرہ جماعت میں یہ جائزہ لے سکتے ہیں کہ ایک چار سال کی عمر کا بچہ سیکھنے والے کمرے میں ایک گھر بنا رہا ہے، جب کہ اس کا دوست بڑے احتیاط سے اس بلڈنگ کے بہت سے حصوں کو متوازن کر رہا ہے یا آپ یہ دیکھیں گے کہ ایک تین سال کا بچہ ٹیمبل کے نیچے سے پانی پھینک رہا ہے۔ جب کہ ایک اور بچہ باورچی خانے میں گندھے ہوئے آٹے کو اپنے مرضی سے باورچی خانے کی دیواروں پر چپکا رہا ہے، کیونکہ وہ اسے اپنی مرضی سے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ عمل، ردِعمل، دھیان، مسئلے کو حل کرنا، فیصلہ سازی، مزے اڑانا یہی تو بچوں کی دنیا ہے۔ آیا آپ گھر میں ہوں یا کمرہ جماعت میں ۔۔۔ ماحول کو خوشگوار ہونا چاہیے، تاکہ بچے اپنی ذہنی سطح کے حساب سے سیکھنے کے بہت سارے طریقوں کی مدد سے سیکھ سکیں۔

بچے ایک ہی کمرہ جماعت یا گھر کو ایک دوسرے سے بانٹ سکتے ہیں، جہاں انہوں نے تحقیق کی ہے، سیکھا ہے اور بہت سے سیکھنے کے طور طریقے اور مختلف باہمی طریقہ کار کا استعمال کیا ہے۔ یہاں پر سیکھنے کے جو طریقے موجود ہیں ان کی پیائش عقل یا مزاج کے رجحانات سے نہیں کی جاسکتی، کیونکہ اس طریقے سے ان مختلف بچوں کے رہنے اور سیکھنے کی صلاحیتوں کو بیان کیا جاتا ہے۔ کسی دن ایسا ہوگا کہ ایک بچہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کسی بالکل ہی نئے کام کو کرنے کی کوشش کرے گا، اور کسی دوسرے وقت وہی بچہ کچھ دیر کے لئے پیچھے ہٹ جائے گا وہ یہ دیکھے گا کہ کیا ہو رہا ہے اور وہ اس کام میں شامل ہونے سے پہلے چیزوں کی جانچ کرے گا۔ دونوں طرزِ عمل بہتر ہیں، بچہ خود ہی تلاش کرے گا کہ وہ ایک مخصوص صورتحال میں کون سے کام کر سکتا ہے۔

آیئے سیکھنے کے دوسرے طریقوں کو دیکھتے ہیں، اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یہ وہ وقت ہے جب چھوٹے بچوں کی زندگیاں تحقیق، ترتیب، متحد ہونے اور سیکھنے کے اپنے طریقہ کار اپنانے اور شوق سے مزہ لینے کے لئے حوصلہ بڑھانے کے لیے بہت موزوں ہے۔

علامات کے ذریعے سکھانا

چار سالہ لڑکی جس کا نام ردا ہے لکھنے اور نئے طریقوں سے الفاظ کو بولنا پسند کرتی ہے۔ وہ اپنے اظہار کے لئے پینسل، پیپر، تصویر اور الفاظ کے استعمال سے اپنا اظہار کرنے میں مطمئن رہتی ہے۔ کہانیاں سنتے وقت وہ خاموشی سے بیٹھتی ہے کہانیوں اور ان کی تصاویر کو بغور دیکھتی ہے، سنتی ہے اور نئے الفاظ، پینٹنگز اور ڈرائنگز کا استعمال کرتی ہے۔ وہ علامات کے ساتھ کام کرنے کے علاوہ دوسری دو طرفہ سرگرمیوں سے بھی بہت کچھ سیکھتی ہے۔

چار سال کا دوسرا بچہ تقی بلاکس، کارڈبورڈز اور لکڑی کے کھلونوں سے بہت ہی جوشیلے انداز سے کھیلتا ہے اور اپنی ایک تخیلاتی دنیا بناتا ہے۔ بلاکس کے استعمال سے وہ اپنے گھر کی ہر چیز بناتا ہے، جس میں گیراج، کاریں اور بسیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ اس کے کام میں اس کا پورا جسم شامل ہو جاتا ہے۔ ہاتھ پاؤں سے چڑھنا، بل کھانا، توازن برقرار رکھنا۔ وہ اپنے کھیل کو خود اس طرح بیان کرتا ہے: ''یہاں پر بلی ہے۔ ذرا دیکھ کے، اب کار کو گیراج میں جانا چاہیے، جلدی، خراب لڑکے آرہے ہیں۔'' سرگرمی ہے۔ تاہم ردا اور تقی کا کھیلنا ہمیں ایک بالکل مختلف طریقہ کار سے روشناس کرواتا ہے کہ وہ ٹھوس قسم کی چیزوں سے کام کرتے ہوئے، ان کو توڑ مروڑ کر اور پھر ایک نئی دنیا بنا کر سیکھتے ہیں۔

بہت ساری باتوں میں یہ دونوں بچے ایک دوسرے سے بہت زیادہ مختلف نہیں ہیں، کیونکہ دونوں تخلیقی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ سیکھنے اور اپنا اظہار کرنے کے مزے لے رہے ہیں۔ دونوں ذوابعادی Two Dimensional اور سہ ابعادی Three dimensional سرگرمیوں میں دلچسپی لے رہے ہیں ان دونوں کی اس بات کے لیے حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے کہ وہ کٹھ پتلی یا دوسری قسم کی تخلیقی نقل و حرکت سے اپنی کہانیاں سنائیں۔

پہل کرتے ہوئے یا ایک ہی وقت میں کئی سرگرموں کو انجام دینا

کیا آپ کی کلاس میں منال جیسے بچے ہیں؟ تین سال کی عمر میں وہ دنیا اور اس میں موجود اشیاء کے بارے میں تجسس کرتی تھی۔ اسکول میں موجود اشیاء کے انتخاب میں وہ جوش سے بھر جاتی تھی ۔۔۔ روئی کے گیند، گلو، پینسلز، شارپنرز کے ساتھ وہ مکمل طور پر اپنی آرٹ کے پراجیکٹ میں گم ہو جاتی تھی۔ سیکھنے کے بارے میں بیک وقت اس کی صلاحیت زیادہ تر اس تیراک کی طرح تھی جو پانی کے تالاب میں سیدھا ڈبکی مارتا ہے بجائے اس کے کہ وہ پانی کی گہرائی کا اندازہ لگائے یا قدم بہ قدم اترنے کا فیصلہ کرے۔ زیادہ تر مشکل کام کرنے والے بچے سیکھنے کے معاملے میں، آگے بڑھنے میں ایک ہی قسم کی صلاحیت رکھتے ہیں اور کبھی کبھار وہ بہت خوش ہوتے ہیں کہ انہوں نے کوئی کام کیا ہے۔

بالکل مختلف طریقے سے سیکھنے کی صلاحیت رکھنے والا دوسرا بچہ جواد ہے۔ جو آرٹ کی بہت ساری اشیاء کو بہت اچھی طرح سے مختلف طریقوں سے بناتا ہے، بجائے اس کے کہ وہ ان چیزوں کو جلدی سے حاصل کرے، وہ پہلے اپنے آس پاس موجود ساری چیزوں کو بغور دیکھتا ہے، ان چیزوں کو جمع کرتا ہے جس کی اس کو ضرورت ہوتی ہے، اور کبھی کبھار وہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے بہت ساری چیزوں کو ترتیب دے کر رکھتا ہے۔ وہ اس طرح کے مخصوص کام میں سلسلہ وار طریقہ اختیار کر رہا ہے۔ جواد کے ذہن میں پہلے ہی سے یہ بات ہوتی ہے کہ ان اشیاء کے ساتھ وہ کیا کرنا چاہتا ہے یا وہ اس کا نتیجہ کس طرح دیکھنا چاہتا ہے۔ جب وہ ساری اشیاء کو ترتیب دے دیتا ہے تو پھر وہ ایک منظم طریقہ کار سے کام کرتا ہے۔ البتہ، یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اس نفیس انداز کا مطلب قطعی یہ نہیں کہ اس نے تخلیق کرنا یا تصور قائم کرنا گنوا دیا ہے۔

بچے سیکھنے کے معاملے میں چاہے ایک ہی طریقہ اپنائیں یا ترتیب وار طریقے اختیار کریں اس سے نہ صرف اس بچے کی پوری زندگی کے رویے پر اثر پڑے گا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس طریقے کا اثر بڑی آسانی سے اس کے اس دن کے موڈ، اس دن کے حالات اور اس کے ذہنی حالات پر بھی اثر انداز ہوگا۔ دونوں طریقے اپنانے سے بچوں کو سیکھنے کے بہت ہی انوکھے اور بصیرت بھرے مواقع میسر آئیں گے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ بچپن کے ابتدائی سالوں میں بچوں کو اپنے انداز کے اظہار کے لیے مختلف طریقوں سے مواقع ملنے چاہییں۔ اگر کوئی بچہ بالترتیب طریقہ کار اپنانا نہ چاہے تو پھر کچھ مشورے یا سوالات کام دکھا سکتے ہیں جیسے ''جواد تم کیا سمجھتے ہو کہ اگر ہم نے ان میں سے کچھ رنگوں کو چن کر آپس میں ملا دیا تو کیا بنے گا؟ آؤ ذرا ایسا کر کے دیکھتے ہیں۔ ہم اکثر پیچھے

ہٹ جاتے ہیں اور بعد میں اس کو کسی اور طریقے سے کرتے ہیں۔'' اس طرح محتاط اندازوں سے کچھ نئے طریقہ کار پیش کریں، جیسے بچوں کو یہ سمجھانے میں مدد کریں کہ منصوبہ بندی سے تخلیقی عمل میں رکاوٹ نہیں آتی یا کسی چیز کو دریافت کرنے سے صرف کسی خاص نتیجے کو پورا کرنا ہوتا ہے، اس طرح کی چیزیں بچے کی شمولیت سے سیکھنے میں وقعت پیدا کرتی ہیں۔

متعلقہ نمونے یا انتخابی درجات

چار سالہ دوہا چیزوں کو جوڑ کر بہت خوشی محسوس کرتی ہے۔ وہ بڑے محتاط طریقے سے اپنے اردگرد کی دنیا کو دیکھتی ہے، وہ ہر جگہ مختلف قسم کے نمونے تلاش کرتی ہے۔ وہ ہر چیز کو اپنے فائدے والے نقطہ نظر سے دیکھتی ہے۔ ایک جیسی اور مختلف چیزوں کو بٹورتی ہے، موازنہ کرتی ہے اور یہاں تک کہ بہت سادہ تمثیلیں بیان کرتی ہے۔ ''آپ کو پتہ ہے کہ وہ کہانی جو دو بہنوں کے بارے میں ہم نے پڑھی ہے اس میں کس طرح ایک بہن دوسری سے حسد کرتی ہے؟ پتہ ہے مجھے بھی اپنی بہن کی سالگرہ پر رشک آیا تھا جب اس نے سارے تحائف خود لے لیے تھے۔'' بچے کہانیوں، دوسرے بچوں اور فلموں سے اپنے ذاتی تجربات کو جوڑتے ہیں۔

جوڑنا اور ایک دوسرے سے الگ الگ حصوں میں تقسیم کرنا، دونوں طریقے بچوں کو اپنے اردگرد موجود دنیا کو سمجھنے اور بصیرت مہیا کرنے میں معاونت کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ہم دونوں طریقوں میں مہارت حاصل کر سکتے ہیں اور یقینی طور پر بچپن کا ابتدائی وقت اس طرح کی چیزوں کو شروع کرنے کے لئے بہت ہی موزوں ہے۔ جو بچے پیدائشی طور پر چیزوں کو جوڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، ان کے روابط بہت ہی پرکشش ہوتے ہیں جیسے: تصورات یا خیالات سے متعلقہ یک جہتی، حقائق یا تصورات پر مبنی نیٹ ورک۔ حوصلہ بڑھانے کے لئے سیکھنے کا یہ ایک بہت ہی بہتر طریقہ ہے۔ کبھی ایسا وقت بھی آئے گا جب آپ چیزوں کو جوڑنے میں مشغول ہوئے بچے کی مدد کریں گے کہ کس طرح چیزوں کی درجہ بندی کی جائے یا پھر اس کو سمجھائیں کہ چیزیں کس طرح ایک جیسی یا مختلف ہوتی ہیں۔ ان کے ساتھ یہ کہتے ہوئے کہانیاں پڑھیں: ''آپ کس چیز کے بارے میں پڑھنا پسند کریں گے؟'' جیسے ہی آپ کہانی پڑھ چکے، تو اس کے فوراً بعد ان سے اس کہانی پر بات کریں کہ ان میں سے ہر ایک نے کتاب میں سے کون سی چیز زیادہ اچھی یا بری محسوس کی۔

''دیکھو میں نے کیا بنایا ہے؟'' یا ''میں یہ کر سکتا ہوں!''

آپ کی کلاس میں آرٹ والی جگہ پر، ایک بچہ ایک کاغذ اٹھائے گا اور اپنی یادداشت سے کسی کارٹون کی تصویر بنائے گا۔ جس کو کچھ دن پہلے اس نے ٹی وی پر دیکھا تھا۔ دوسری طرف ایک اور بچہ ٹیبل کے قریب بیٹھتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ وہ کیا بنانا چاہتا ہے اور اپنے آگے خرگوش کی رکھی ہوئی کہانی کو دیکھنا شروع کرتا ہے اور پھر وہ اس کردار کو دوبارہ بناتا ہے کہ وہ کس طرح اسے دیکھتا ہے۔ سیکھنے کے بارے میں دوسرے کئی طریقوں کی طرح خود بنانا اور دوبارہ بنانا جیسے طریقے پوری زندگی کے لئے بہت ہی اہم طریقہ کار ثابت ہوتے ہیں اور دونوں طریقے اپنانے کے لئے بچپن کے ابتدائی دنوں میں بچوں کی حوصلہ افزائی کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ بچے جو فطری طور پر چیزوں کو بنانے کی طرف مائل ہوتے ہیں ان کو سیکھنے کے اس عمل میں اس بات کی ضرورت پڑے گی کہ درجہ بندی کس طرح کی جائے۔ آپ ان کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ درختوں کے پتے، نشان یا میگزین میں سے بلیوں، بادل اور اپنی پسندیدہ اشیاء کو جمع کرنا شروع کر دیں۔

چیزوں کو دوبارہ بنانے والے بچوں کی اس حوالے سے حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنے سیکھنے والے اس طریقہ کار کو مزید نئے اور بہتر طریقے سے بنا کر پیش کرنے میں زیادہ زور دیں۔ بہت ساری اشیاء جیسے، کارڈ بورڈ پیپر رول، پتے، سونے چاندی اور کالے رنگ والے، روغن کا تھیلا دیتے ہوئے آپ ان سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ''اگر ہم ایک کونے میں بیٹھ جائیں تو اس سے ہمیں بہت کچھ بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔''

آخر میں نتیجتاً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بچوں کو سیکھنے کے طریقہ کار کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور وہ اس لائق بنیں کہ وہ خود مختلف طریقہ کار ڈھونڈ لیں جس کے ذریعے ان کو پورے بچپن میں سیکھنے کا عمل جاری رکھنا ہے۔ ایک کامیاب نوجوان بننے کے لئے ایک بچے کو مخصوص قسم کے طریقہ کار کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ وہ چیزوں کا ادراک ذہنی اور جسمانی طور پر کرے۔ نظریات والدین اور اساتذہ وغیرہ کو رہنمائی مہیا کرتے ہیں کہ وہ ان اہم مقاصد کو کس طرح حاصل کریں۔ سیکھنا ایک دشوار عمل ہے مگر جیسا کہ ہمارے پاس بہت سے خیالات اور نظریات موجود ہیں کہ بچوں کو کیوں سکھایا جائے۔ اس لئے یہ ضروری بن جاتا ہے کہ ایک مخصوص عمر میں اور ماحول کی مطابقت سے ان کو بہ آسانی صحیح اسباق سکھائے جائیں۔ بچوں کو یہ محسوس کروانا چاہیے کہ آپ ان کے سیکھنے کی صلاحیتوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ بات ان کے خاص ذوق اور رجحانات کو بڑھنے میں حوصلہ افزائی فراہم کرے گی۔ سیکھنے کے مواقع پر بچوں کو اس وقت ایک خاکہ بنا کے دیں جب وہ نئے طریقے سے سیکھنے میں ذہنی کھچاؤ محسوس کر رہے ہوں، یہ بات نہ صرف بچوں کے دائرہ نظر کو بڑھائے گی بلکہ بچوں کو اپنے آپ کو بہتر، باصلاحیت اور قابلیت کے ساتھ سیکھنے والا محسوس کرنے میں بھی مدد فراہم کرے گی۔

مصنفہ کے بارے میں:

سارہ مریم حسین سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ایڈووکیسی اینڈ پبلیکیشن یونٹ سے منسلک ہیں۔ انہوں نے 'ابتدائی بچپن کی تعلیم' (Early Childhood Education (ECE)) پر دو سال کا ڈپلومہ شیریڈن کالج کینیڈا سے حاصل کیا ہے۔ پری پرائمری ٹیچرز کی ترقی کے حوالے سے ہونے والی ورکشاپ کے انعقاد پر وسیع تجربہ رکھتی ہیں۔

فنی مہارتوں اور تخلیقی صلاحیتوں کے ذریعے سیکھنا

حفصہ مصطفیٰ:

نسلِ انسانی کے سیکھنے کا عمل بہت وسیع اور پیچیدہ ہے جبکہ اس معاملے میں اسکول کا نصاب بہت ہی محدود کردار ادا کرتا ہے۔ بچے دنیا کے بارے میں باہمی عمل اور اپنے تجربات کی بنیاد پر سیکھتے ہیں چاہے وہ تجربات کتنے ہی غیر اہم کیوں نہ ہوں۔

بہت سے ماہرین اور تحقیق کرنے والوں نے اس مسئلے پر چھان بین کی ہے اور اس بات کو اجاگر کیا ہے کہ تفریح اور سنجیدگی سے سیکھنا دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سے فنی سرگرمیوں کو انسانی ترقی میں شامل کیا گیا ہے تب سے اس کی اہمیت بڑھ گئی ہے اور اس سے تخلیقی صلاحیتیں، اعتماد اور خود تعمیری جیسی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ فن سے تصورات کو روپ ملتا ہے اور چیزوں کو منظم کرنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے اور خاکہ کشی کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ واقعات کی تشریح کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ فنی صلاحیتوں کے ذریعے بتائے گئے تجربے کو زیادہ بہتر کرنے میں مدد ملتی ہے اور اس کے ساتھ باہمی عمل اور طریقہ کار کے ذریعے بھی سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ اس لیے اساتذہ اور والدین کو فن کی اہمیت کو تسلیم کرنا ہوگا اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ گھر اور کلاس روم میں ان تخلیقی صلاحیتوں میں ان کو خود بھی اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

فن کیا ہے؟

فن کے کوئی محدود معنی نہیں ہیں، بہت سی وضاحتیں فن کو اس طرح بیان کرتی ہیں کہ جیسے یہ کوئی چھتری ہو جس کے اندر بہت ساری سرگرمیاں سما سکتی ہیں۔ فن لکھنے کی صورت میں ادب یا دیکھنے کی صورت میں پینٹنگ، بت تراشی، ماڈل سازی، گرافکس اور چھپائی وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ فن کی اور بھی کئی صورتیں ہیں جس سے ہماری دوسری حسوں کو تقویت ملتی ہے جیسے موسیقی اور تھیٹر کے ڈرامے۔ اصل میں فن کے ذریعے ایک ایسی صلاحیت کی طرف اشارہ ملتا ہے جس سے جمالیاتی ذوق پروان پاتا ہے اور جس کو ہم اظہار کے کسی بھی انداز میں استعمال کر سکتے ہیں۔

پہلے نشوونما کی دشوار مہارتیں، جیسے فنِ تعمیر Architecture یا خطاطی Calligraphy جیسے فنون بچے کاغذ پر خطاطی کر کے، رنگوں کے چھینٹے مار کر اور مختلف چیزوں سے کھیلتے ہوئے سکھائے جاتے تھے اور مٹی، گندھے ہوئے آٹے اور پینٹنگ کرنے والے برش وغیرہ سے بھی کھیلتے ہوئے سکھایا جاتا تھا۔ اسی لیے فن کے پروجیکٹس سے بچوں کو ایک ایسا موقع ملتا ہے جس سے وہ اپنی ہی صلاحیتیں بہتر کرتے ہیں۔ بچوں کے لیے فن

رنگوں کے ساتھ کھیلنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے اور وہ فن کے ذریعے اپنی یادداشت یا تخیلات سے منظر بناتے ہیں یا بھر بڑے ہوئے کاغذ یا دوسری چیزوں کو ملا کر کام (Group work) کے ذریعے استعمال کرتے ہیں۔ جہاں وہ گروپ ورک میں اپنی صلاحیتوں کو ظاہر کرتے ہیں، وہ سیکھتے ہیں کہ جب تصویر کو رنگ کیا جائے تو کس طرح وہ رنگ کی تصویر دوسروں کو دکھائی جائے اور اس کے ساتھ ہی وہ فن کے پراجیکٹ کو ایک دوسرے کے ساتھ حل کرتے ہوئے ٹیم ورک کے عمل کو سیکھتے ہیں۔ وہ چھوٹے بچے جو اپنی بات الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے، ان کے نزدیک فن ایک ابلاغی مہارت سے بڑھ کر ثابت ہوتا ہے، وہ ان کے لئے ایک ایسی زبان ہوتی ہے جس سے وہ دوسرے لوگوں سے رابطہ کرتے ہیں اور اپنی جذباتی کیفیات کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لہٰذا فن بچوں کے لئے ایک سرگرمی یا تفریح سے بڑھ کر ہے۔ بیان کے لئے ایک زبان ہے جو انہیں صلاحیتیں اور رابطے بڑھانے اور اچھا اظہار کرنے اور اپنی اطراف کی دنیا کی بنیاد ڈالنے کے لئے سوچ فراہم کرتا ہے۔

فنی مہارتوں سے بچوں کو کس طرح فوائد پہنچتے ہیں!

فن اسکول کے نصاب کا ایک حصہ اور بچوں کو سکھانے کا ایک اہم ذریعہ ہونا چاہیے۔ ہارورڈ گریجویٹ اسکول آف ایجوکیشن کی ریسرچ کے مطابق فن بچوں کو لکھنے، پڑھنے، حساب کتاب کرنے اور سائنسی خیالات کو بہتر طریقے سے سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ اس تحقیق سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ تعلیمی کامیابیوں میں فن کی صورت میں دی گئی تعلیم کا بھی بڑا حصہ ہے اور اس بات کی بھی نشاندہی ہوتی ہے کہ اس سے بڑی حد تک نصابی اور غیر نصابی کامیابیاں بھی حاصل ہوتی ہیں۔

نصابی معاملات میں بہتری کے ساتھ ساتھ، فن کا پراجیکٹ ایک انفرادی قسم کا کام ہوتا ہے اور بچے اس سے جو منفرد شعور حاصل کرتے ہیں اور نتیجتاً فوری نتائج کی وجہ سے اس کے اختتام پر ان میں کچھ حاصل کرنے کا شعور بھی پیدا ہوتا ہے۔ فن کے ان پراجیکٹس کی بدولت کی بنا پر بچوں میں خود اعتمادی اور خود توقیری کے جذبات پیدا ہونے میں مدد ملتی ہے جس سے بچے محسوس کرتے ہیں کہ وہ ایک قابل شخصیت کے مالک ہیں۔

آرٹ کے پراجیکٹ سے بچے بنیادی رنگوں کو پہچاننا سیکھتے ہیں اور جیسے ہی وہ رنگ بھرنے کے کام کو ختم کرنے کے لئے اس پر اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں تو اس سے ان کو کسی ایک مخصوص چیز پر مکمل دھیان دینے میں مدد ملتی ہے۔ اور جیسے ہی وہ چیزیں بناتے اور رنگ بھرتے ہیں تو وہ تصورات کو اپنے ذہن کا حصہ بنانا اور دہرانا بھی سیکھنا شروع کر دیتے ہیں اور ساتھ ساتھ تجربہ بھی حاصل کرتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ فن بچوں کو ایک ایسی زبان سے روشناس کراتا ہے جو تصوراتی خاکوں پر مبنی ہوتا ہے۔ یہ ایک مشکل مہارت ہے جہاں پر بچے ان تصورات کو دیکھنے، جواب دینے اور بولنے کی اپنی صلاحیتوں کو بہتر بناتے ہیں۔ پڑھنے کے علاوہ وہ چیزوں کو بیان کرنے، تجزیہ کرنے اور تصاویر کی وضاحت کرنے جیسی اہم قابلیتیں بھی حاصل کرتے ہیں، جن کو وہ زندگی کے کسی بھی موڑ پر با آسانی استعمال کر سکتا ہے۔

فن بچوں کے لیے سماجی اقدار اور دوسری ثقافتوں سے میل جول کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔ مختلف فنی پراجیکٹس کے ساتھ کہانیوں اور تصاویر کے باہمی میلاپ کے ذریعے بچے بڑوں کا ادب کرنا سیکھتے ہیں اور سب سے بڑھ کر وہ یہ بھی سیکھتے ہیں کہ کس طرح ہدایات اور قوانین کی پیروی کی جائے۔ اسی دوران بچوں کو قوانین کے دائرے میں رہتے ہوئے تجربات کرنے اور اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بڑھانے کے لیے بہت وقت مل جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ان کو رنگ کرنے اور کارڈ بورڈ کا گھر بنانے کے لیے تو مخصوص قسم کی ہدایات پر عمل کرنا پڑے گا مگر اس کے لیے وہ کونسا رنگ استعمال کرنا چاہتے ہیں اور کس طرح کا گھر بنانا چاہتے ہیں یہ سب ان کی مرضی سے ہوگا۔ ان کو یہ موقع بھی ملے گا کہ وہ اپنی طے کی ہوئی بات پر عمل کریں اور اپنے فیصلے خود کریں۔

بچے نصاب کے ذریعے نہیں بلکہ فن کے ذریعے یہ دریافت کرتے ہیں کہ ہر جواب ٹھیک نہیں ہوتا۔ فن سے بچوں کی تخلیقی صلاحیتوں اور تخیلات میں مزید بہتری آتی ہے اور اس سے نئے خیالات کو پروان چڑھانے والے دماغ کی بنیاد پڑتی ہے۔ جس سے نئے نئے خیالات پیدا ہوتے ہیں اور پھر بچے یہ سیکھ جاتے ہیں کہ وہ کس طرح مختلف طریقوں سے دنیا میں موجود مختلف چیزوں کی تشریح کریں۔ مزید یہ کہ فن کی صورت میں بچوں کو اپنے اظہار کا ایک ذریعہ مل جاتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے جذبات کا کھل کر اظہار کرتے ہیں، اس کے علاوہ اور کوئی بھی طریقہ نہیں جس سے بچے اپنے جذبات کو اچھی طرح سے بیان کر سکیں۔

فنی مہارتوں کی ایسی سرگرمیاں جن سے بچوں کی تخلیقی صلاحیتیں بڑھیں

فن کی بہت سی ایسی سرگرمیاں ہیں جن کے استعمال سے بچوں کی تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ کیا جا سکتا ہے ان میں سے کہانی سنانا بھی ایک فن ہے۔ کہانی سنانے والے سیشن میں واقعات کو تصویری نمائش کے ذریعے، الفاظ کے ذریعے تصویر بنانے اور سوالات پوچھنے کے ذریعے ایک خوشگوار اور باہمی عمل کے ساتھ پیش کیا جا سکتا ہے، جس کے بعد بچوں کو کہا جاتا ہے کہ وہ کہانی کا کوئی سا بھی حصہ بتائیں۔ کہانی سنانے کے ذریعے بچے اپنے تصور کو استعمال کرتے ہیں، مختلف تجربات کے مطابق سیکھتے ہیں اور اس سے بچوں کے الفاظ کا ذخیرہ بڑھنے میں مدد ملتی ہے اور وہ اپنے اسلوب کو بھی بہتر کرتے ہیں۔ کہانی سنانے کی دوسری صورت ڈراما اور کردار کی ادائیگی ہے۔ یہاں پر بچے ایک دوسرے کے ساتھ کھیلنا، نقل کرنا اور ایک دوسرے کی اداکاری سے لطف اٹھانا سیکھتے ہیں۔ اداکاری کے ذریعے بچے ان کرداروں کو دہراتے ہیں جو انہوں نے دنیا اور اپنے آس پاس موجود مختلف کرداروں کو دیکھتے ہوئے سیکھے تھے جیسے وہاں کا انداز اپناتے ہیں جو اپنے چھوٹے بچے کا خیال رکھتی ہے۔ ان تجربات کے ذریعے بچوں کی بالیدگی میں اس طرح اضافہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان تصاویر، ڈرائنگ اور فن کے دوسرے پروجیکٹس میں دیکھتے ہیں اور پھر اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔

پینٹنگز کو حقیقی زندگی کے مقاصد، واقعات اور تجربات کے ذریعے استعمال کر کے مزیدار اور تدریسی بنایا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر بچوں سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ مختلف اقسام کے پھل، سبزیاں، جگہوں وغیرہ کی شناخت کریں اور پھر ان سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ ان کی تصویر بنائیں۔ اس طرح کی مشقیں بچوں کی معلومات میں اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو زندگی کے مختلف پہلوؤں سے بھی روشناس کراتی ہیں اور ان کو تفریح بھی فراہم کرتی ہیں۔

فن کی سرگرمیوں میں مختلف عمارات بنانا اور کاغذ کے کپ بنانا بھی سکھایا جاتا ہے۔ یہاں پر بچوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ خود اپنی عمارات اور جگہوں کا خاکہ بنائیں۔ ان کو شہروں کی بڑی عمارتوں اور چھوٹے گاؤں کی جھونپڑیوں کی تصاویر دکھائی جا سکتی ہیں، جن کو وہ دوبارہ اپنے خاکے کے مطابق بنا سکتے ہیں۔ اس طرح کے منصوبے ہر عمر کے بچوں کے لیے بہت کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں اور ان کے لیے تفریح کا سامان بھی مہیا کر سکتے ہیں اور ساتھ ساتھ ان کی تنقیدی سوچ اور مسائل حل کرنے کی صلاحیت کو بھی بڑھا سکتے ہیں۔ چھوٹے بچے صرف پیالوں کا ڈھیر بنانا سیکھیں گے جس سے ان کو ہاتھ اور آنکھ کو ملا کر کام کرنے میں مدد ملے گی جب کہ بڑے بچے تناسب، رنگ اور ناپ کی بنیاد پر ان کا ایک دوسرے سے موازنہ کریں گے، جس سے وہ اور زیادہ بہتر مہارتیں سیکھنے کے قابل ہو جائیں گے۔

فن کے منصوبوں کے لیے اساتذہ دوسری چیزیں بھی استعمال کر سکتے ہیں جیسے مٹی یا کاغذ کا استعمال اور یہ کہ وہ بہت آسان ہدایات کی پیروی کرنا سکھا سکتے ہیں کہ وہ کس طرح بہت ساری چیزیں بنا سکتے ہیں۔ ان کو یہ بھی کہا جائے کہ وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں اس کی اجازت میں وہ کوئی بھی رنگ اور چمک استعمال کر سکتے ہیں۔

ان چیزوں سے تجربات کرنے کے ساتھ ساتھ، بچوں کو اپنی پسند کے اوزار اٹھا کر اپنی چیزیں بنانے کی بھی اجازت دی جائے۔ جیسے رنگین موٹی پنسلیں، رنگین پنسلیں، پینٹنگ کے برش، قینچیاں، گلو، ٹیپ اور ڈوریاں

وغیرہ۔ اگر ان میں اور بھی زیادہ چیزیں شامل کی جائیں جن کو دیوار پر لٹکایا جاسکے یا پانی میں تیرایا جاسکے تو بہتر رہے گا۔

فن کے ذریعے سیکھنے اور تخلیقی صلاحیتیں بڑھانے کا ایک اور مزیدار طریقہ یہ بھی ہے کہ تعلیمی معلومات کو فن کے منصوبوں کے ساتھ ملایا جائے۔ مثال کے طور پر تاریخ، علم ارضیات اور دوسرے مضامین کے بارے میں تصویروں کی نمائش اور معلوماتی پریزنٹیشن۔ جیسے اہرام مصر، مغلوں کی تہذیب یا دریاؤں کا وجود میں آنا بیان کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کی بہت ساری چیزیں بنائی جاسکتی ہیں جن سے بچوں کی معلومات اور تصورات میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ اہرام مصر کس طرح بنائے گئے تھے یا دریاؤں کے راستے پہاڑوں سے نکل کر سمندر سے کیسے جاملتے ہیں، اس طرح کے بنائے گئے منصوبوں میں پوری جماعت کو شامل کیا جائے اس طرح کے منصوبوں میں شمولیت سے بچے بڑی آسانی سے دی گئی ذمہ داری ادا کرسکتے ہیں۔

مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ فن کا مطلب بچے کو اصل مقصد سے ہٹانا یا وقت گزارنا نہیں، بلکہ اس کا اپنا ایک علیحدہ ہی مقصد ہوتا ہے۔ فنی مہارتیں حاصل کرنا خاص کر کے بچے کے ابتدائی سالوں میں، بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ بچے کی پرورش میں اضافہ کرتی ہیں، دنیا کے تجربات کرنے کے لئے راستہ دکھاتی ہیں جو کسی کتاب کی مدد سے حاصل نہیں کی جاسکتیں۔ بچے بہت تیزی سے سیکھتے ہیں، اس سے ان کو موقع ملتا ہے کہ وہ اپنے آزادانہ فیصلے کریں۔ وہ دوسروں کے ساتھ کام کرنا سیکھتے ہیں اور سب سے بڑی اور اہم بات یہ کہ وہ ضروری تخیلاتی اور تخلیقی صلاحیتیں حاصل کرتے ہیں۔

کیا آپ فن کی حقیقتوں کے بارے میں جانتے ہیں؟

- فن بچوں کو سکھاتا ہے کہ وہ کس طرح متحمل مزاج بنیں اور اپنا ذہن کھلا رکھیں۔
- فن سے بچوں کو موقع ملتا ہے کہ وہ تخلیقی طریقوں سے اپنے اندر کی دنیا کا اظہار کریں۔
- فن شخصیت کو ابھارتا ہے، خود اعتمادی بڑھاتا ہے اور مجموعی طور پر نصابی سرگرمیوں میں بہتری لاتا ہے۔
- فن مشکلات میں پھنسے نوجوانوں کو غافل دماغ والے رویے کا متبادل دے سکتا ہے اور اسکول کا کام چھوڑنے والی عادت کے بدلے اسکول کی طرف ان کے رویوں میں بہتری لاسکتا ہے۔

Source: Americans for Arts, The Ad Council, the NAMM Foundation

مصنف کے بارے میں: حفصہ مصطفیٰ LUMS کی گریجویٹ ہیں اور اس وقت وہ سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے آر سی سی: ای سی ڈی پروگرام میں کام کررہی ہیں۔

بچوں کو اپنے حقوق کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا

فائزہ خان

بچوں کے حقوق کے متعلق بہت سے مباحثے ہوتے رہتے ہیں، چاہے وہ بچوں کی ضروریات سے متعلق ہوں یا حقوق سے۔ حقیقتاً، یہ دو نظریات یکساں ہیں، لیکن ایک واضح فرق ضروریات اور حقوق میں اب بھی نمایاں ہے۔ ضروریات، حقوق پر بہرحال حاوی ہیں لیکن حقوق کے ساتھ احساسِ ذمہ داری بھی منسلک ہے۔ لہٰذا، نتیجتاً ہم کہہ سکتے ہیں کہ بچوں کے حقوق ان کی وہ ضروریات ہیں جو کہ حکومت اور بچے کے نگہداشت کنندہ پر فرض ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہوگا کہ آخر یہ حقوق ہیں کیا؟ اقوامِ متحدہ کا کنونشن برائے حقوقِ اطفال آسان فہم رہنما اصول اور بنیادی ساخت مہیا کرتا ہے کہ ہم ان حقوق کو کس طرح دیکھتے ہیں۔ اس کنونشن میں دنیا کے تمام ممالک نے حصہ لیا اور اس کی توثیق (امریکہ اور صومالیہ کے علاوہ) کسی بھی کنونشن میں حصہ لینے والے ممالک کی سب سے زیادہ تعداد نے کی۔ یہ بچوں کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے، جیسے بچوں کے معاشرتی، سیاسی، سماجی اور معاشی حقوقِ انسانی کے پہلو۔ یہ بچوں کے قانونی اور بہبود سے متعلق حقوق کو واضح کرتا ہے اور وسیع حقوقِ انسانی کے نظام کا اہم حصہ ہے۔

تاہم انتہائی اہم بات یہ ہے کہ آیا یہ بنیادی حقوقِ انسانی، جو کہ حقوقِ اطفال کی کانفرنس میں وضع کیے گئے تھے، حکومتوں نے قانون کی صورت میں لاگو کیے ہیں اور ان سماجوں میں جہاں بچوں کے حقوق نظر انداز کیے جاتے ہیں، ایک متبادل سماجی نظام مہیا کرتا ہے۔ یہ بھی اہم ہے کہ بچے اپنے بنیادی حقوق اور ان کے اردگرد موجود دوسرے بچوں کے حقوق سے بھی آگاہ ہوں۔ یہ کام کئی سطحوں پر کیا جاسکتا ہے۔ انسانی حقوق کی تعلیم موثر طریقے سے اسکول میں بھی دی جاسکتی ہے۔ اساتذہ یا جماعت خود بچوں کے حقوق کی آگاہی بڑھانے کیلئے انتہائی اہم سہولت کار ہوسکتے ہیں۔

حقوقِ اطفال: کیوں اور کیسے؟

بچوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے ان کو ان کے حقوق کی تعلیم دینا انتہائی اہم ہے تاکہ ان کو حق اور فلاح کا علم ہو۔ بچے پیدائشی طور پر ان حقوق سے آگاہ نہیں ہوتے اور دیگر علوم کی طرح جو کہ وہ اسکول میں سیکھتے ہیں۔ حقوق کے متعلق جاننا بھی ان کے سیکھنے کے عمل کا ایک انتہائی اہم جزو ہے۔ یہ اہم ہے کہ بچوں کو ان کے حقوق کے متعلق تعلیم تعمیری انداز میں دی جانی چاہیئے۔

ابتدائی تعلیم کے اثرات دیرپا ہوتے ہیں اور ان کے اثرات کا دائرہ بھی وسیع ہوتا ہے۔ یعنی علم، مہارتوں، قدروں اور عمل کرنے کی ترغیب دے کر ایک منصفانہ نظام پر مبنی معاشرہ تشکیل پاسکے اور یہ بچے معاشرے کے ذمہ دار افراد بن سکیں۔

اسکول میں بچوں کے حقوق کی آگاہی بڑھانے کیلئے صرف تین واضح طریقوں سے کام کرنا چاہیئے: ایک بچوں کے حقوق کے بارے میں تعلیم، دوسرا بچوں کے حقوق کے ذریعے تعلیم اور تیسرا بچوں کے حقوق کے لئے تعلیم۔ پہلے طریقے کا ربط بچوں کے ان حقوق سے مشروط ہیں جن کے وہ حق دار ہیں یا کس طرح وہ دیے جاتے ہیں یا ان سے انکار کیا جاتا ہیں۔

حقوقِ اطفال کے ذریعے تعلیم اسی صورت میں دی جاسکتی ہے جبکہ ان کو وہ حقوق فراہم کیے جائیں اور سیکھنے میں ان کی موثر شمولیت اور دوسروں کے حقوق کی قدر کرنا شامل ہو جائے۔ تاہم یہ بات پہلے بیان کیے گئے طریقوں میں شامل ہے اور انتہائی اہم ہے۔ یہ نہ صرف بچوں کو ان کے اپنے حقوق کے متعلق آگاہ کرتے ہیں بلکہ ان مہارتوں کی بھی متقاضی ہیں کہ وہ حریت، احساس اور دیگر افراد کی عزت و توقیر کا خیال رکھیں جبکہ معاملہ دوسروں کے حقوق کا ہو۔

جماعت میں بچے کے کیا حقوق ہوتے ہیں؟

چھوٹے بچوں کی بڑوں پر انحصاری کرنے کی عادت انہیں کمزور کردیتی ہے۔ ان کی اس انحصاری کی وجہ سے بڑوں پر فرض لاگو ہوتا ہے کہ وہ بچوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ لہٰذا جب کمرۂ جماعت حقوق انسانی، مباحث، عمل اور سرگرمیوں کے ساتھ سیکھنے کی ایک بہترین جگہ ہے تو ایسی جگہ پر استاد ایسی فضا فراہم کرتے ہیں جہاں پر حقوق اطفال لاگو کرکے سمجھے ہوں تو وہ سب سے زیادہ سیکھیں گے۔

استاد اور شاگرد کے درمیان گفتگو بچوں کے حقوق کے ساتھ شروع ہونی چاہیے اور کمرۂ جماعت ایسی جگہ ہونی چاہیے جہاں وہ اپنے اور دوسروں کے حقوق کے بارے میں سیکھ سکیں۔

حقوق اطفال کو مندرجہ ذیل وسیع معاملات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

گرمجوشی اور ردِعمل

یہ واضح کرنا شاید مشکل ہو کہ گرمجوشی کیا ہے لیکن شاید ہم گرمجوشی اور مثبت ردِعمل میں فرق بتا سکتے ہیں یا ایک گرمجوش اور بے مروت ماحول میں فرق بتا سکتے ہیں یا ایک گرمجوش اور بے مروت ماحول میں فرق محسوس کرسکتے ہیں۔ تمام بچوں کو یہ حق حاصل ہے کہ ان کے اساتذہ ان سے گرمجوشی اور مثبت ردِعمل کا مظاہرہ کریں، خصوصاً سیکھنے کے ابتدائی مراحل میں۔ یہ اہم ہے کہ بچے کی انفرادی مصروفیات اور ضروریات کو مناسب توجہ دی جائے۔ مثبت ردِعمل بذاتِ خود ایک ایسی صلاحیت ہے جو کہ افراد کو سیکھنے کے طریقے اور مشکلات میں عمل کرنے کی صلاحیت عطا کرتا ہے اور ان کو مناسب طریقے سے عمل کرنے کا طریقہ بھی سکھاتا ہے۔ پھر بھی شاید یہ مشکل ہو کہ تمام بچوں کو ایک ہی طریقے سے سکھایا جائے، کیونکہ کچھ بچے قدرتی طور پر دوسرے بچوں کے مقابلے میں زیادہ کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ ان بچوں کو جنہیں قابو کرنا مشکل ہوتا ہے مثبت طریقے سے قابو کریں۔ بالکل اسی طرح جس طرح وہ ان بچوں کو قابو کرتے ہیں جو کہ تنگ نہیں کرتے۔

عزتِ نفس اور وقار: اختیار حاصل کرنے کے غیر متشدد طریقے:

کمرۂ جماعت میں کارآمد طریقے اختیار کرنے کے لئے بچوں کے رویوں پر قابو حاصل کرنا ایک انتہائی اہم کام ہے۔ یہ بچوں کی بہبود اور ان کے حقوق کی پاسداری کے لئے انتہائی اہم ہے۔ نامناسب رویے سے نپٹنے کیلئے اساتذہ کا جواب میں سختی رویہ اختیار کرنا عموماً بہت آسان ہوتا ہے۔ عموماً بچے کی عزتِ نفس کی قیمت پر خصوصاً بچوں کو مارنا یا تھپڑ رسید کرنا، ان کے حقوق کی اسی طرح خلاف ورزی ہے جس طرح کہ بڑوں کے حقوق کی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں۔ دنیا کے اکثر ممالک کے تعلیمی اداروں میں یہ غیر قانونی عمل ہو چکا ہے۔ درحقیقت بچوں پر مرکوز تعلیمی نظریات اس بات کی تلقین کرتے ہیں کہ غیر متشدد قوانین کی غیر موجودگی میں بھی یہ رویے ناقابلِ قبول تصور کیے جائیں۔

امتیازی سلوک اور تعصب کے خلاف تحفظ:

امتیازی سلوک بے شک بہت سی مختلف صورتوں میں وقوع پذیر ہو سکتا ہے مثلاً جنس، نسل یا معذوری کی صورت میں، اس کی نشاندہی اور اسے ثابت کرنا اکثر مشکل ہوتا ہے۔ کمرۂ جماعت میں امتیازی سلوک روا رکھنا بچے کے حقوق کے سراسر منافی عمل ہے۔ خصوصاً اس صورت میں جبکہ بچہ ابھی اتنا کم عمر ہو کہ نہ سمجھ سکتا ہو اور نہ امتیازی سلوک کی وجوہات کا علم بھی رکھتا ہو۔ امتیازی سلوک کے دوررس اثرات بچوں پر مرتب ہو سکتے ہیں۔ کمرۂ جماعت میں تعصب کے خاتمے کے لئے اساتذہ کو ایسے رویے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے جس سے بچوں کی عزت و وقار میں اضافہ ہو اور ایسا مثبت ماحول پیدا کیا جائے جو بچوں میں موجود فرق کو قبول کر سکے اور وہ اس سے اطمینان حاصل کریں۔

حقوقِ اطفال کی تعلیم:

اسکول میں داخلے سے پہلے اور پرائمری کی تعلیم سے نچلی سطح پر حقوقِ انسانی کی تعلیم دینے کا مقصد بچوں میں احساسِ خود اعتمادی اور سماجی برداشت پیدا کرنا ہے جو کہ تمام تہذیبوں اور حقوقِ انسانی کے بنیادی ڈھانچے کی تشکیل کرتا ہے۔

درج ذیل چند ماہرانہ طریقے ایسے ہیں جو کہ کمرۂ جماعت میں استعمال کیے جا سکتے ہیں تاکہ حقوقِ اطفال کی تعلیم دی جا سکے اور ایسا ماحول پیدا کیا جا سکے جو کہ دوسروں کے متعلق برداشت اور ذمہ دارانہ ہو۔

- ڈرامائی کردار عموماً حقوقِ انسانی اور حقوقِ اطفال کی تعلیم دینے کیلئے انتہائی موثر ذریعہ تصور کیا جاتا ہے۔ زندگی کے اصل واقعات کی ڈرامائی تشکیل اداکاروں کی اداکاری اور بچوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتا کہ بچوں کو کسی بھی صورتحال میں کس طرح ردعمل کرنا چاہیے زیادہ موثر ثابت ہوتا ہے، بہ نسبت ان کو صرف یہ بتا دینے سے کہ کیا عمل کرنا کیا ہوتا ہے۔ ڈرامائی کردار کرنے کے بعد باہمی مباحثے کا بندوبست بھی کیا جائے کہ بچوں نے اپنا کردار ادا کرتے ہوئے کیا محسوس کیا یا سوچا تو پھر ان کو اسباق یاد کرنے میں کہیں زیادہ مددگار ہوگا۔
- اقوامِ متحدہ کے حقوقِ انسانی کے اعلامیے اور اقوامِ متحدہ کے کونشن برائے حقوقِ اطفال اور ان میں دیئے گئے اصول جو کہ عالمی سطح پر تسلیم کیے جاتے ہیں، کے حوالے دیئے جائیں حتیٰ کہ بچوں کے حقوق پر ایک معلوماتی لیکچر یا سیر حاصل بحث و مباحثہ ایک بہترین عمل ثابت ہو سکتا ہے۔ اس طرح وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ حقوق کی موجودگی کو سمجھ سکیں، کم از کم حقوقِ اطفال کی دستاویز اور اس کا ادراک پیدا کر سکیں کہ ان کے حقوق کس طرح کے ہونے چاہیئے۔
- کسی بھی طرح کے سبق کو پڑھانے میں کہانیوں کا استعمال ایک بیش قیمت طریقہ کار ہے۔ چھوٹے بچے سبق اور کہانی میں بیان کیے گئے اہم کرداروں سے بہ نسبت جو کہ اپنے سبق اور اخلاقیات کو نمایاں طور پر سیکھ سکتے ہیں۔ اس طرح کی کہانیاں بچوں کیلئے شائع کرنے والے مراکز، والدین اور بزرگوں سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔
- استاد بچوں کے ساتھ مل کر خود تجزیاتی مشق کر سکتا ہے جس میں وہ یہ فیصلہ کر سکیں کہ آیا ان کے ساتھ کیا گیا برتاؤ مناسب تھا یا غیر مناسب۔ یہ مشق نہ صرف حقوق کے متعلق خود آگاہی میں اضافہ کرے گی بلکہ یہ اسکول کے معیار کو متعین کرنے کا پیمانہ بھی ہوگی۔ استاد خود تجزیاتی سوالات تلاش کر پائیں گے جو کہ بچوں کے حقوق سے متعلق ہوں گے کہ یہ اسکول، اساتذہ اور دیگر طلبہ کی ذمہ داری ہیں۔ یہ سوالات پھر کمرۂ جماعت میں پوچھے جا سکتے ہیں اور طلبہ کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے جوابات کے متعلق سوچیں۔ طلبہ کو "ہاں" یا "ناں" کرنے کا اختیار دیا جا سکتا ہے کہ کیا ان کے حقوق ادا کیے گئے یا نہیں۔

استاد جماعت میں حقوقِ اطفال کی آگاہی کیلئے چاہے کوئی بھی طریقہ اختیار کرے وہ صرف ایک دوسرے کے درمیان موجود فرق اور بنیادی حقوق کے متعلق انہیں ذہن نشین کرواتے ہیں جبکہ وہ صرف کمرۂ جماعت میں نصیحت کرتے محسوس نہیں ہوتے۔ اگر استاد اصولوں کی وکالت کرتے ہیں تو انہیں ان پر عمل بھی کرنا چاہیئے۔

کمرۂ جماعت میں حقوقِ انسانی کے متعلق پڑھانے کے طریقے مختلف ہو سکتے ہیں کیونکہ مختلف نظامِ تعلیم ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں تاہم حقوقِ انسانی کی تعلیم فراہم کرنے میں دوہرے معیار کی کمی اس بات کی متقاضی ہے کہ استاد حقوقِ اطفال پر عمل نہ کرے اور طلبہ کو کمرۂ جماعت میں ان انسانی حقوق کے قواعد وضع کریں۔

حقوقِ اطفال کا معاہدہ

یہ معاہدہ رنگ و نسل، مذہب اور دیگر صلاحیتوں سے بالاتر ہو کر سب کے لئے یکساں طور پر لاگو ہوتا ہے۔ چاہے وہ کچھ بھی سوچتے یا کہتے ہوں چاہے وہ کسی بھی خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔

1 بچوں کو تعلیم کے حصول کا حق حاصل ہے۔ اسکولوں میں نظم و ضبط کے اصول بچوں کے انسانی وقار کو مدِنظر رکھ کر بنائے جائیں۔

2 تعلیم ایسی مہیا کی جائے جس سے بچے کی شخصیت سازی اور صلاحیتوں میں اضافہ ہو۔ انہیں اپنے والدین کی اور اپنے و دوسروں کے رہن سہن کے طریقوں کی عزت کرنے کی ترغیب دی جائے۔

3 تمام بچوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ آرام کریں، کھیلیں اور بہت ساری سرگرمیوں میں حصہ لیں۔

اوپر دیئے گئے حقوق مکمل متن سے منتخب شدہ ہیں۔

Source:
"Convention on the Rights of the Child",
Office of the United Nations High Commission for Human Rights, www.ohchr.org

مصنف کے بارے میں: فائزہ خان LUMS کی گریجویٹ ہیں اور اس وقت سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ساتھ آر سی سی: ای سی ڈی کے پروگرام میں کام کر رہی ہیں۔

کمرۂ جماعت کو بچوں کے لئے فعال سیکھنے کا مرکز بنائیں

سارہ حسین

فعال طریقے سے سیکھنے کو ترتیب دینے کے لیے اساتذہ کو کیا کرنا چاہیئے؟

اساتذہ اپنے تجربات سے چھوٹے بچوں کو فعال سیکھنے والا بنانے کے ساتھ ساتھ اپنے اسکول کو بہتر بنانے میں بہت اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ ایسا ماحول فراہم کرنا جس میں سیکھنے کے لیے اچھے مواقع ہوں اور جہاں پر سیکھنے کے عمل پر حوصلہ افزائی کی جائے۔ اساتذہ بچوں کو ان کے گروہ/جماعت میں (سیکھنے میں) اس طرح مدد کرسکتے ہیں کہ بچے زیادہ سے زیادہ صلاحیتیں حاصل کرسکیں اور ان کے حصول کیلئے زیادہ سے زیادہ کوششیں کرتے رہیں۔

بچوں کو ایک بہتر سیکھنے والے کی حیثیت سے سمجھنا:

فعال طریقے سے سیکھنے والے بچے چیزوں، انسانوں، خیالات اور واقعات کے ذریعے بلا واسطہ اور جلدی تجربات حاصل کرتے اور سیکھتے ہیں۔ یہ تربیت اور نشوونما کے لیے بھی بہت ضروری ہے۔ مختصراً یہ کہ چھوٹے بچے تصورات اور خیالات جوڑنا سیکھتے ہیں۔ جیسے متحرک رہنا، سننا، جوڑ توڑ کرنا اور کسی کام کو خوش اسلوبی سے سرانجام دینا۔ اس طرح کی سرگرمی ایک خاص قسم کے ساتھی ماحول میں کرنی چاہیے، جس میں ایک ہوشیار اور تجربہ کار استاد دیکھ بھال کرنے والے کی حیثیت سے شامل ہو، جو ہر چیز پر نظر رکھے اور اس بات کو بچوں کے لیے ممکن بنائے کہ وہ قدرتی طور پر ان تجربات میں شامل ہوں جن سے اختلافی مسائل اور تنظیم سے بچے اپنی دنیا کو سمجھ سکیں۔ فعال سیکھنے والے بچے مثالی طور پر فعال کردار ادا کرتے ہیں جو اپنے خیالات اور باہمی عمل کو اپنے علم اور عمل کے تسلسل سے تبدیل کرکے اپنی معلومات کی دنیا خود بناتے ہیں۔ بچے مختلف چیزوں سے ذاتی طور پر بہت سے معنی خیز تجربات اور نتائج نکالتے ہیں اور اپنے تجربات پر اپنے الفاظ میں بات کرتے ہیں۔

بچوں کو کام کرنے کے لیے مختلف قسم کی چیزیں مہیا کرکے دینا:

اساتذہ بچوں کو بہت ساری مختلف چیزیں مہیا کرکے دیں تاکہ اس بات کی یقین دہانی ہوسکے کہ یہاں پر سیکھنے کے بہت سارے مواقع موجود ہیں جن میں سے بچے اپنی پسند سے چیزیں منتخب کریں اور ان کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیں۔ یہ فعال سیکھنے کے طریقہ کار کا ایک اہم جزو ہے۔ ان چیزوں کے علاوہ جو چیزیں خطرناک ہوں یا چھوٹے بچوں کے لیے مناسب نہ ہوں، اس کے بدلے آپ بچوں کی پسند کے مطابق دوسری چیزیں شامل کرسکتے ہیں۔

چھوٹے بچوں کے فعال طریقے سے سیکھنے کے لیے یہاں اس قسم کی عام چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے جو خصوصاً ان کے جذبات کو تحریک دینے میں کام آئیں گی۔

بڑوں کی روزمرہ کے استعمال والی چیزیں:

بچے اس طرح کی چیزیں بڑے شوق سے استعمال کرتے ہیں جو کہ بڑے لوگ اپنی روزمرہ کی زندگی میں استعمال کرتے ہیں۔ جیسے بابا کا بکس، ماں کے کان کی بالیاں اور دادا جان کی گھومنے والی کرسی۔

قدرتی اور ہاتھ سے بنائی ہوئی اشیاء:

قدرتی اشیاء جیسے گھونگے، چھوٹے پتھر اور ہاتھ سے بنائی ہوئی اشیاء جیسے کارڈ بورڈ کے بکس اور فوائلٹ پیپر وغیرہ جیسی چیزیں بچوں کے لیے پرکشش ہوتی ہیں کیونکہ یہ چیزیں مختلف طریقوں سے بہت سے مقاصد کے لیے استعمال کی جاسکتی ہیں۔ اور یہ اساتذہ کی بھی توجہ حاصل کرلیتی ہیں کیونکہ یہ بہت آسانی سے مل جاتی ہیں، زیادہ مقدار میں ہوتی ہیں اور اکثر اوقات مفت میں بھی مل جاتی ہے۔

مختلف اقسام کے اوزار:

مختلف اقسام کے اوزار بچوں کے لیے بھی اتنے ہی اہم ہوتے ہیں جتنا کہ بڑوں کے لیے۔ "کام مکمل ہوگیا" کا جملہ اس معاملے میں بہت مدد کرتا ہے۔ اسی لیے حقیقی اوزار مہیا کریں جیسے قینچیاں، ہول پنچ، تعمیراتی

اساتذہ بہتر طریقہ کار سکھانے والوں کی حیثیت سے:

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ بچے اپنے تجربات اور دریافت کی بنیاد پر سیکھتے ہیں تو پھر فعال سیکھنے والے ماحول میں اساتذہ کا کیا کردار ہے؟

ایک وسیع معنی میں اساتذہ بچوں کی نشوونما کے عمل میں مددگار رہتے ہیں اور اس لئے ان کا پہلا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کی سیکھنے کے لیے بہتر طریقے سے حوصلہ افزائی کریں۔ اساتذہ بچوں کو یہ نہیں بتائیں کہ ان کو کیا سیکھنا ہے یا کیسے سیکھنا ہے۔ اس کے بجائے ان کا کردار یہ ہوگا کہ بچوں کو اس بات کے لیے تیار کریں کہ وہ اپنے سیکھنے کا عمل خود اختیار کریں۔ یہ کردار نبھاتے ہوئے اساتذہ کو نہ صرف فعال ہونا پڑے گا بلکہ ان کو بچوں کا مشاہدہ کرنا اور ان کی حرکات پر غور و فکر بھی کرنا پڑے گا۔ جب بچے چیزوں، لوگوں، خیالات اور واقعات کے بارے میں سوچتے ہیں یا عمل کرتے ہیں تو وہ حقیقت کو اپنے ذاتی انداز سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، یہاں پر بچوں کے ساتھ اساتذہ کا کردار ان کو جانچنا اور ان کی بہتر رہنمائی کرنا ہوتا ہے کہ ہر بچہ کس طرح چیزوں کے اسباب ڈھونڈتا ہے اور سوچتا ہے۔ اساتذہ کو یہ کوشش کرنی پڑے گی کہ وہ ہر بچے کی خاص قابلیت اور شوق کو پہچانے اور پھر بچے کو پیش آنے والے مسائل میں اس کی مدد کرے۔ یہ ایک مشکل کام ہے اور اس کام میں ایک استاد آہستہ آہستہ اپنی صلاحیتیں بہتر کرتا ہے۔ جیسے جیسے استاد ہر بچے کی نشوونما کی ضرورتوں کو سمجھتا اور پورا کرتا ہے تو وہ زیادہ ماہر کامل استاد بن جاتا ہے۔

بنیادی طور پر اساتذہ بچوں کی مختلف طرح سے مدد کرسکتے ہیں:

- فعال طریقے سے سیکھنے کے لئے ماحول اور معمولات کا انتظام کرنا۔
- ایک مثبت ساتھی باہمی عمل کا ماحول پیدا کرنا۔
- بچوں کی شعوری کارروائیوں اور مسائل کو حل کرنے کی حوصلہ افزائی کرنا۔
- نشوونما کے اصولوں کی بنیاد پر ہر بچے کے عمل کو پرکھنا اور اس کی تشریح کرنا۔
- ان تجربات کا خاکہ بنانا جو بچوں کی کارروائیوں اور دلچسپیوں سے اخذ کیے گئے ہیں۔

اوزار جیسے ہتھوڑے اور اسکریو ڈرائیور۔ (یہ بہت ضروری ہے کہ یہ اوزار اچھی حالت میں ہوں اور یہ بھی کہ بچے اور اساتذہ کے ساتھ احتیاطی تدابیر کا لگاتار خیال رکھیں گے۔

گیلی، چپکنے والی، نرم اور گیلی، بہنے والی اور مسلی ہوئی اشیاء: چھونے والی چیزیں جیسے ریت، پانی، رنگ اور پلاسٹک بچوں کو بہت قوت سے اپنی طرف کھینچتی ہیں کیونکہ ان سے خوشگوار حسی تجربات حاصل ہوتے ہیں۔

بھاری اور بڑی چیزیں: بچے جب لکڑی کے بڑے بلاکس، پھاوڑے، پہیوں والے کھلونے اور دوسری مضبوط اور وزنی چیزوں کے ساتھ کھیلتے ہیں تو وہ ان کا پورا جسم ان کے پیچھے اوپر نیچے حرکت کرتے ہیں جس سے ان کی اپنی جسمانی صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔

سیکھنے کی اشیاء کو بروقت مہیا کرنا: اساتذہ اپنے آپ کو بچوں کے حوالے سے کھیل اور سیکھنے کے معاملے میں صرف سیکھنے کے موجود اور مخصوص اشیاء تک محدود نہ رکھیں۔ وہ موجود اشیاء سے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر نئی چیزیں بنا لیں، جیسے (دوبارہ) قابل استعمال کاغذ کا origami کے لیے استعمال کرنا یا باہر میدان میں کھیلنے اور لکڑی کے ساتھ کھیل میں مختلف تصاویر بنانے کے لیے استعمال کرنا۔

آسانی سے اٹھائی جانے والی چیزیں: ایسی چیزیں جو بچوں کے ہاتھوں میں آسانی سے آ سکیں۔ جیسے تھیلی، کھلونے، بلاکس اور کپڑوں کے ٹکڑے۔ ایسی چیزیں بچوں کو ان کے اوپر ضابطے کا شعور دیتی ہیں کیونکہ وہ اس طرح کی چھوٹی چیزوں کو بڑوں کی مدد کے بغیر بڑی آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں۔

بچوں کو جگہ اور وقت دیں تاکہ وہ ان چیزوں کو استعمال کر سکیں

اشیاء کا استعمال:

سیکھنے والے کمرے میں موجود اشیاء سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے، بچوں کو ایک منظم قسم کے ماحول کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ماحول کے چند اہم اجزا اور طریقہ کار یہ ہیں: سب سے پہلے اساتذہ کو کمرے کے ماحول کو مختلف حصوں میں اس طرح تقسیم کرنا چاہیے کہ وہ ایک مخصوص قسم کے تجربات کی بنیاد پر منظم ہوں۔ مثال کے طور پر گھر، آرٹ، بلاک، کھلونے، ریت اور پانی والی جگہیں۔ ہر حصہ اس طرح کے کھیل سے منسلک بہت ساری اشیاء سے بھرا ہوا ہو۔ دوسرا، اساتذہ کو بہتر طریقے سے روزانہ کے کام کی منصوبہ بندی کرنی چاہیے تاکہ بچوں کو لوگوں اور چیزوں سے مختلف قسم کے باہمی عمل کرنے کے بہت سارے مواقع آسانی سے مل سکیں۔

روزانہ کے کام کاج کی بہتر منصوبہ بندی میں یہ چیزیں ہونی چاہییں:

کام کی منصوبہ بندی۔ وقت کی بچت: دن کا بڑا حصہ بچوں کو کمرہ جماعت میں موجود چیزوں سے اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کے لیے دیا جائے۔

چھوٹے گروپ کے لیے وقت: دن کا ایک حصہ جس میں بچے چھ یا آٹھ کے گروپ میں ایک ہی جگہ ایک ہی طرح کی چیزوں سے کام کرتے ہیں۔

بڑے گروپ کے لیے وقت: دن کا ایک حصہ جس میں پورا گروپ گانے بجانے، جسمانی سرگرمیاں کرنے اور دوسرے بڑے گروپ والے تجربات کرنے کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔

باہر گھومنے کے لیے وقت: دن کا ایک حصہ بچوں کو جھولے، پہیوں والے کھلونے، باہر موجود آرٹ سے متعلق چیزیں، قدرتی چیزیں اور بہت ساری دوسری چیزوں کے ساتھ باہر کھیلنے کے لیے مخصوص کیا جائے۔

چیزوں کا انتخاب کرتے وقت جگہ کے انتظام کی منصوبہ بندی روزمرہ کے کام کے مطابق کریں۔ اساتذہ بچوں کے لیے فعال سیکھنے کے لیے ایک اسٹیج تیار کریں۔ جب ایک بار اسٹیج تیار ہو جائے گا تو پھر اساتذہ مسلسل اس میں شامل اور فعال رہیں گے۔ وہ بچوں کا مشاہدہ کرتے رہیں گے اور پورے دن میں ان کی طرف سے کیے گئے کاموں میں ان کی مدد کریں گے۔

بچوں کی خواہش کو دریافت کریں

سیکھنے کے فعال طریقہ کار میں یہ بہت ضروری ہے کہ اساتذہ کو یہ معلوم ہو کہ بچوں کی مرضی کیا ہے۔ بچوں کی مرضی کو دریافت کرتے ہوئے، اساتذہ اپنی تخلیقی، قدرتی اور ضابطے والی صلاحیتوں کو بھی بہتر کریں۔ ان کو بچوں کے لیے کام اور پسند کو تسلیم کرتے وقت ہمارا رویہ بتانا پڑے گا۔ اس بات سے بچوں کو یہ پتا چلے گا کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں اس کی کیا اہمیت ہے۔ کبھی کبھی اساتذہ کو بچوں کے تجربے سے اپنے لیے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔ اس سے بچوں کی خواہش کو دریافت کرنے کی اہمیت کا پتہ چلے گا۔

بچوں کے عمل کے پیچھے موجود مرضی کی یقینی دریافت کے لیے اساتذہ کو کوشش کیے بغیر یہ دیکھنا چاہیے کہ بچے ان چیزوں کے ساتھ کیا کر رہے ہیں، کیونکہ بچے اکثر کسی کام کو کرنے کے لیے مختلف چیزوں کا استعمال غیر متوقع طریقوں سے کرتے ہیں۔

مزید یہ کہ مشاہدے کے ذریعے بچوں کی مرضی کو جاننے کے ساتھ ساتھ اساتذہ کو بچوں سے بھی ان کی مرضی کے بارے میں پوچھنا چاہیے۔ اس سے بچوں کو یہ موقع ملے گا کہ وہ اپنی مرضی اپنے الفاظ میں بیان کریں گے اور اس پر عمل کریں گے۔ بچوں کا اپنے عمل کے نتیجے میں رد عمل، سیکھنے کے مختلف مراحل میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ ان کی بات سننا اور ہر بچے کو اس کے اپنے مخصوص سوچنے کے طریقہ کار کے مطابق حوصلہ افزائی کرنے سے

بچوں کی ابھرتی ہوئی سوچ اور کام کرنے کی صلاحیت کو مزید تقویت ملتی ہے۔ جب بچے کام کر رہے ہوں یا کھیل رہے ہوں تو اساتذہ کو ان کی بات سننی چاہیے تاکہ وہ ان کی باتوں سے یہ جان سکیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں اس کے بارے میں وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

ایک اور طریقے سے اساتذہ بچوں کی حوصلہ افزائی کر سکتے ہیں جیسے کہ وہ بچوں کے ردعمل کے بارے میں ان سے بات کریں کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کیا سوچ رہے ہیں۔ جب وہ بچوں سے بات کریں گے تو اساتذہ بچوں کے عمل پر توجہ مرکوز کر سکیں گے بجائے اس کے کہ ان سے غیر متعلقہ موضوعات سے واقف کرائے۔ بچوں کو لیکچر دینے یا بہت سارے سوالات پوچھنے کے بجائے اساتذہ کو بچوں سے لگاتار بات چیت کرنی چاہیے جو بار بار دہرائی جا سکے، اونچی آواز میں بولی جا سکے اور اس بات پر مشتمل ہو کہ اس کے متعلق بچے کیا کہتے ہیں۔ بات چیت کرنے کے اس کورس میں اساتذہ بچوں کو تھوڑی دیر کے لیے وقفہ دیں تاکہ وہ اس دوران میں سوچ سکیں اور اپنی سوچوں کو الفاظ کا روپ دے سکیں۔

بچوں کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنے کام خود کریں

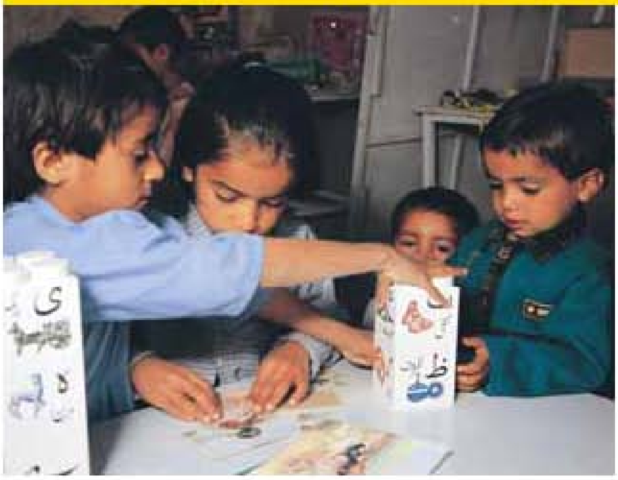

اساتذہ کو اس اعتماد کے ساتھ بچوں کی رہنمائی کرنی چاہیے کہ بامعنی بچے پیش آنے والے مسائل کو حل کرتے ہیں، جس سے انھیں اپنے لیے کام کرنے کے علاوہ سیکھنے کے مواقع زیادہ ملیں گے یا یہ کوشش کی جائے کہ ان کو مسائل سے آزاد ماحول میسر ہو۔

بڑے لوگ بہت سارے کام بچوں کے مقابلے میں زیادہ آسانی اور اچھی طرح سے کرتے ہیں مگر بچوں کے لیے ہمیں انتظار کرنا پڑے گا کہ وہ یہ کام خود کریں۔ اساتذہ بچوں کو یہ موقع دیں کہ وہ روز مرہ پیش آنے والے مسائل کے اوپر سوچیں اور اس کو حل کرنے کے لیے عملی اقدام اٹھائیں۔ فعال سیکھنے والے ماحول میں بچے لگاتار چیزوں کے ساتھ کھیلتے ہیں اور وہاں پر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ بہت سارے کام خود کریں۔ اس ماحول میں چیزوں کو پھیلانا اور خراب کرنا ناگزیر ہوتا ہے اور اصل میں یہی تو بچوں کے لیے سیکھنے کا اصل طریقہ ہے۔ اساتذہ کو ان حالات کا پہلے ہی سے ادراک ہونا چاہیے کیونکہ اس طرح کی چیزوں سے بچوں کو یہ سیکھنے کا موقع ملے گا کہ وہ اپنے مسائل کو حل کرنے سے کیسے مطمئن رہتے ہیں۔

ایک اور طریقہ جس سے بچوں کو اپنے مسائل حل کرنے کے لیے حوصلہ افزائی مل سکتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کو ایک دوسرے کے خیالات سننے، مدد کرنے اور بات چیت کرنے کے لیے مدعو کیا جائے تاکہ وہ ایک دوسرے پر اعتماد کر سکیں، بجائے اس کے کہ وہ ہر مرتبہ مدد کے لیے بڑوں کی طرف دیکھیں۔ ہمیشہ اس بات کے لیے بھی بچوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے کہ وہ سوالات پوچھیں اور ان کے جوابات بھی خود دیں۔ عموماً اگر کوئی بچہ کوئی خاص قسم کا سوال پوچھنا چاہتا ہے، اور اگر اسے بغیر رہنمائی اور اشارے دیے جائیں، تو وہ اس لائق بن جائیں گے کہ وہ اپنے سوالات کے خود جوابات دے سکیں۔

اساتذہ اپنے کمرہ جماعت میں چھوٹے بچوں کو بہت سارے تجربات سے آراستہ کر سکتے ہیں۔ اس مضمون میں صرف ان چند باتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ اساتذہ آسانی سے سرانجام دے سکتے ہیں۔ سیکھنے کے فعال پروگرام میں اساتذہ کے کردار کے بنیادی جز مختلف اقسام کی چیزیں مہیا کر کے روز مرہ کھیلنے والی جگہ کی منصوبہ بندی کرنا، اس کا وقت مقرر کرنا، بچوں کے ارادوں کو دریافت کرنا جس سے بچوں کے سوچنے کے طریقہ کار کو بہتر کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کرنا اور بچوں کو اس بات کے لیے تیار کرنا کہ وہ اپنے سارے کام خود ہی سرانجام دیں۔

Source:
Educating Young Children: Active Learning Practices for Preschool and Child Care Programs, A curriculum guide from High/Scope Educational Research Foundation

زبان کا سیکھنا

مریم حسن

کہتے ہیں کہ ”روزانہ ایک سیب کھائیں اور ڈاکٹر سے دور رہیں“ اور ”بچوں سے زیادہ بات کرنا انہیں ذہین بناتا ہے۔“

زبان کب اور کیسے سیکھی جائے

چھوٹے بچے جب مکمل مادری زبان (ابتدائی زبان) بولنا شروع کرتے ہیں تو سیکھنے کی صلاحیت میں اضافے کے لئے سمجھنے اور اردگرد کے ماحول سے سیکھنے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ تمام بچے چھوٹی سی عمر سے ہی زبان کے اصول بغیر کسی قاعدے کے سیکھنا شروع کردیتے ہیں اس عمل میں زیادہ وقت درکار ہوتا ہے، جبکہ سیکھنے کا ایک ذریعہ قدرتی یا موروثی (Genetic) بھی ہے۔

انسان جب پیدا ہوتا ہے تو بولنے کی قدرتی صلاحیت اور زبان کو ماحول کے مطابق تشکیل دینے کے اصول اس کی باطنی صلاحیتوں کے طور پر تشکیل پاتے ہیں۔ بچے کی زبان کی صلاحیت کو پروان چڑھانے میں ماحول از خود ایک بھرپور اثر رکھتا ہے۔ بچے اپنے اردگرد موجود بولنے والے افراد سے بھی زبان کی کوئی کوئی خصوصیات سیکھتے ہیں۔ بچے اس وقت تک نہیں سیکھتے جب تک ان کے سامنے کوئی کام نہ کیا جائے جس کی وہ نقل کرتے ہیں۔ بچے زبان کا استعمال اپنی مرضی سے کرتے ہیں، وہ بڑوں کی طرح ٹھیک نہیں بولتے وہ اپنی سمجھ کے مطابق غلط یا گرامر کا استعمال کرتے ہیں مثلاً: کسی بھی پرندے کو دیکھ کر صرف کا کا کہنا یا کسی بات کو مکمل نہ کہنا مثلاً: بھوک لگی، جانا وغیرہ جیسے جملے لیکن کچھ عرصے کے بعد وہ مکمل طور پر سیکھ جاتے ہیں کہ مختلف پرندوں کے مختلف نام ہوتے ہیں اور جملوں کی ترتیب کو بہتر بنالیتے ہیں۔

اسی طرح وہ خود ہی گرامر (علم نحو) کو قبول کرتے چلے جاتے ہیں۔ جس طرح چلتے ہوئے سیکھنا یا بولتے ہوئے سیکھنا مگر اس سارے عمل کو بہتر ہونے میں وقت لگتا ہے اور روزمرہ کے حالات کے تحت اس میں مزید کوشش کرتے رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بچے جس انداز سے بات کرتے ہیں اگر آپ مسلسل ان کے انداز کو

درست کرنے کی کوشش کریں گے تو ضروری نہیں کہ آپ کی درستگی کا عمل کارگر ثابت ہو۔

ابتدائی عمر میں بچے نہ صرف بولتے (یعنی ہنستے، روتے) ہیں بلکہ اپنے ارد گرد کے ماحول سے تعلق بھی پیدا کرتے ہیں یہاں تک کہ الفاظ کو استعمال کرنے سے پہلے وہ چہرے کے تاثرات، ہاتھوں کے اشاروں، ہنسنے اور رونے کے ذریعے بھی اپنی بات سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسروں کی باتوں اور اشاروں کو اکثر اوقات سمجھ لیتے ہیں۔ زبان کو سیکھنا اور سماج سے تعلقات کو جوڑنا تاہم یہ حتمی اصول نہیں ہیں مگر یہ دوسرے لوگوں سے رابطہ کا ذریعہ ہیں اور تجربات کو سمجھنا ہے۔ (Wells 1986)

بچے زبان کو کب بہتر انداز میں سیکھنے کے قابل ہوتے ہیں یہ سوال ہمیشہ سے مشکل رہا ہے مگر عام طور پر بچے 12 ماہ سے 18 ماہ تک کی عمر میں پہلا لفظ بولنے کی کوشش کرتے ہیں اور مشکل الفاظ / جملے 4 سال سے 1/2 4 سال تک کی عمر میں بولنا سیکھ جاتے ہیں۔ پرائمری جماعت میں پڑھنے سے پہلے ہی بچے دوسری زبان یا علاقائی زبان کے بنیادی اصولوں کو سیکھ لیتے ہیں اور اپنی باتیں دوسروں کو سمجھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح زبان کی بہتری کے لئے دوسرے پہلوؤں کے بارے میں کہنا قبل از وقت ہوگا۔ ایک بچہ ہو سکتا ہے پہلا لفظ بولنے میں 10 ماہ کا عرصہ لگا دے جبکہ دوسرا بچہ 20 ماہ بھی لگا سکتا ہے۔ جبکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک بچہ مشکل جملہ بولنے میں 1/2 5 سال لگائے اور دوسرا بچہ زیادہ سے زیادہ 3 سال۔

زبان کی نشوونما کو بہتر بنانا

والدین اور دیکھ بھال کرنے والوں کو یہ بات یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ زیادہ تر بچوں میں زبان کی نشوونما بہت تیزی سے پروان چڑھتی ہے۔ ان کو زبان کے ان مسائل پر توجہ نہیں دینی چاہیے جو کہ بالغ افراد کو پیش آتی ہیں مثلاً الفاظ کی ادائیگی / لہجہ وغیرہ۔

اکثر بچوں میں ایسی اضافی عادات پیدا ہو جاتی ہیں جو بچوں میں زبان سیکھنے کے مجموعی عمل کا مختصر / معمولی / چھوٹا حصہ ہوتی ہیں۔ بہرحال اگر کوئی بچہ سن نہیں سکتا تو دوسرے لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اگر بچے کے خاندان کے افراد اور قریبی تعلق رکھنے والے بچے کی زبان سیکھنے میں کوئی دشواری محسوس کر رہے ہیں کہ بچہ کیا کہہ رہا ہے یا یہ کہ وہ بچہ اپنی عمر کے تمام بچوں سے جڑ کر تعلقات قائم کرنے میں کسی قسم کی دشواری محسوس نہیں کرتے تو ان کے بڑوں کو چاہیے کہ وہ بچوں کے اسپیشلسٹ سے اس بچے کے بولنے، سننے اور زبان کے استعمال کے بارے میں مشورہ لیں۔

زبان کی نشوونما کو بہتر بنانے کے متعلق چند نکات

اساتذہ زبان کی قدرتی طور پر نشوونما کو بہتر بنانے میں اچھا ماحول اور لوازمات تشکیل دے سکتے ہیں جس میں تمام ذرائع سے زبان کی نشوونما ہو سکتی ہے۔ اساتذہ، والدین اور دوسرے دیکھ بھال کرنے والوں کے لئے زبان کی نشوونما کو بہتر بنانے کے متعلق چند تجاویز مندرجہ ذیل ہیں۔

اساتذہ، والدین اور دیکھ بھال کرنے والوں کو

- یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ بچے کی کوئی بھی زبان یا علاقائی زبان قابل احترام ہے اس سے رابطے کا طریقہ قائم و دائم رہتا ہے اور یہ بچے کے خاندان اور کمیونٹی کی پہچان، خوبی اور تجربات کو ظاہر کرتی ہے۔
- بچوں کی زبان کی تربیت اس طرح کرنی چاہیے کہ جیسے وہ بات چیت کرنے والے ہوں یا چاہے وہ ابھی بات کرنا سیکھے ہی نہ ہوں۔ بچے ابتداء میں بات چیت کرنے کے طریقہ کار کو سمجھ جاتے ہیں مثلاً باتوں کا موضوع بدلنا، توجہ سے دیکھنا / سننا اور چہرے کے تاثرات کو استعمال کرنا وغیرہ۔
- بچوں کے درمیان باہمی تعلق کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے، ایک جیسی عمر والے بچوں میں خصوصی طور سے سیکھنے کا عمل زبان کی نشوونما کے لئے نتیجہ کا حامل ہوتا ہے۔ جداگانہ سرگرمیوں اور ان سرگرمیوں میں توازن پیدا کیجئے جو ساتھ مل کر کام کرنے اور آپس میں بحث و مباحثہ کرنے سے، ڈرامائی کردار والے انداز میں کھیلنے سے، بلاکس کی بلڈنگ بنانے سے اور ایک دوسرے کو کتابیں پڑھنے سے پروان چڑھتی ہیں۔

یاد رکھیں کہ زبان کی نشوونما میں والدین، بچوں کی دیکھ بھال کرنے والے، اساتذہ اور سب سے بہترین ذریعہ ہیں۔ بچے آپس میں بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ بچے خصوصی طور پر اپنے بڑوں سے گھر یا کمرۂ جماعت میں سیکھتے ہیں کیونکہ وہ سننے والے، رد عمل کا اظہار کرنے والے اور زبان کی نشوونما میں مددگار ہوتے ہیں۔

بچوں کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں تاکہ بچے زبان کو سیکھنے کی حد تک سیکھ سکیں۔ پرائمری سطح کے بچے زبانی اظہار رائے کی صلاحیت کو بڑھا سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے تعاون کے ساتھ سوالات کرنے کی صلاحیت پیدا کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کو مختلف حالات کے بارے میں معلومات فراہم کر سکتے ہیں۔ نصاب کے ہر پہلو کو زبان کے ذریعے بڑھایا جاتا ہے اس لئے کمرۂ جماعت ہر وقت سیکھنے والوں سے بھرا ہوتا ہے اور وہاں مشکل ہی سے کبھی خاموشی ہوتی ہے۔

بچوں کے سامنے پڑھنا (زبان کی بہتر نشوونما کا راز)

والدین کو بچوں کے لئے کبھی کبھار اونچی آواز میں بھی پڑھنا چاہیے، اس سے زبان کی بہتر نشوونما اور رہنمائی ہوتی ہے۔ بچوں کے سامنے بار بار کہانی سنانے / پڑھنے سے بچوں میں نئے تصور کرنے، اور چیزوں کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے بلکہ اس سے بچوں میں زبان کی بہتری آتی ہے۔

"پہلے زمانوں میں" کہانیوں کی کتابوں کی بھرمار نہیں ہوا کرتی تھی مگر اس دور میں بھی بچوں کو سکھانے کا رواج تھا جس میں بچوں کو (نسل در نسل سنائی جانے والی) کہانیاں بار بار سنائی جاتی تھیں۔ اس دور میں والدین بچوں کو لوک کہانیاں، گیت اور رسم و رواج کی نظمیں سکھانے پر زیادہ توجہ دیتے تھے۔

آج کی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ عمل نہ صرف زبانی ادب کو محفوظ کرتا ہے بلکہ اس سے سیکھنے کی صلاحیتوں میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔

Source
http://www.community.com

مصنف کے بارے میں: مریم حسن، بچوں کو پڑھانے اور ٹیچر ٹریننگ کا وسیع تجربہ رکھتی ہیں۔ اور سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے فری لانس رائٹر کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔

بچوں کی نشوونما اور سیکھنے میں ان کا شوق

جان ہنٹ: ایم. ایس. سی

میں اور میرا شوہر ہمیشہ اس بات پر سوچتے رہتے ہیں کہ گھر میں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنے والے والدین میں سے کون سیکھتا ہے اور کون سکھاتا ہے؟ بچے زیادہ سیکھتے ہیں یا والدین؟ یہ موضوع اپنی نوعیت کے اعتبار سے بہت انوکھا ہے۔ مگر لوگ گھر میں تعلیم و تربیت (Home Schooling) کا غلط مطلب نکالتے ہیں۔ اس میں دراصل بچہ اپنا پورا وقت اسکول میں گزارتا ہے اسی طرح وہ گھر میں اسکول جیسی تعلیم و تربیت حاصل کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس طرح کی تعلیم و تربیت اسکول میں بچوں کو فراہم کی جا رہی ہے، گھر میں دی جانے والی تعلیم اس سے بالکل مختلف ہے۔

ہم اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ بچہ خود کیا سیکھنا چاہتا ہے۔ ہم بچوں پر اس حوالے سے بھی اعتماد کرتے ہیں کہ وہ اپنی پسند کے کن طریقوں سے سیکھنا چاہتا ہے۔ سیکھنے کا یہ دورانیہ خاصا دلچسپ ہوتا ہے۔ والدین کو دو سال کی عمر سے بچوں کو سکھانے کی شروعات کرنی پڑتی ہے۔ اسی دوران بچے کسی نہ کسی کی مدد سے کھڑے ہونا، چلنا، گھومنا، بات کرنا اور اسی جیسے دوسرے کام بھی سیکھ لیتے ہیں۔ والدین میں سے کسی کو بھی اس بات کی فکر نہیں ہوتی کہ آگے چل کر ان کا

بچے سست، ضدی یا بے پرواہ ہوگا اور وہ یہ کام نہیں سیکھ سکے گا۔ ایک عام خیال یہ بھی ہے کہ پیدا ہونے والا ہر بچہ اپنے ارد گرد کی دنیا کو دیکھ کر اس بات کو جاننے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ اپنے آس پاس موجود دنیا میں بھی خود عملی طور پر شریک ہو سکے۔ ایک یا دو سال کی عمر کا ماہر (بچہ) ہم بڑوں کو بھی زندگی کے کئی اصول سکھا دیتا ہے۔

بچے فطری طور پر تجسس پسند ہوتے ہیں اور وہ اپنے آس پاس کے ماحول کے متعلق سیکھنا چاہتے ہیں

امریکا کے مشہور تعلیمی ماہر جان ہولٹ اپنی کتاب (Home Children Learn) میں چھوٹے بچوں کی قدرتی طریقے سے زندگی کے بارے میں لکھتی ہے: "بچے کا ذہن تجسس پسند ہوتا ہے۔ وہ مختلف اشیاء کے بارے میں جاننا چاہتا ہے کہ وہ کیسے کام کرتی ہیں؟ وہ اپنے اندر صلاحیتیں پیدا کر کے اپنے آس پاس موجود ماحول پر مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ ہر وہ کام کرنا چاہتا ہے جو دوسروں کو کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ وہ اپنے اندر موجود گتھی کو دور کرنے کی خاطر چلتے ہوئے تحقیق کر کے تجربات کرنا چاہتا ہے۔ وہ اپنے آس پاس موجود دنیا کا صرف بیرونی مشاہدہ ہی نہیں کرتا بلکہ اس کو تفصیلی طور پر سمجھنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ وہ اپنے آس پاس موجود مشکل اور عجیب و غریب دنیا سے اپنے آپ کو الگ نہیں کرتا بلکہ اس کو چھو کر، پکڑ کر، اوپر اٹھا کر اور توڑ مروڑ کر اسے جانچنا چاہتا ہے۔ وہ اس دنیا کے بارے میں حقیقت سے آگاہ ہونے کے لیے بہت ساری اقسام کے کام کرتا ہے۔ وہ بہادر ہوتا ہے۔ اپنی غلطیوں کے بارے میں ڈرتا نہیں بلکہ بہت مطمئن رہتا ہے۔ وہ غیر یقینی، اجنبی، لاعلمی اور مشکل ترین حالات کو غیر یقینی طور پر برداشت کرتا ہے۔ اسکول میں اس انداز سے سیکھنے کا کوئی بھی موقع فراہم نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی انعام ملتا ہے۔"

بچوں کو اس بات کا اچھی طرح پتہ ہے کہ کسی بھی بات کو کس طرح سیکھا جائے

اپنے بچوں پر نظر رکھنے والے اور ان کا مشاہدہ کرنے والے والدین کو اس بات کا جلد ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اپنے بچوں کی معلومات یا ان پر اعتماد کرنا بہت ہی اچھی بات ہے۔ اس قسم کے والدین اپنے بچوں کو کہتے ہیں کہ "واہ یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے آپ الٹے پاؤں چلتے ہوئے سیڑھیوں سے اترنا بھی سیکھ گئے!" وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ "یہ طریقہ غلط ہے"۔

سمجھدار والدین کو اس بات کا پتہ ہوتا ہے کہ کسی بھی کام کو بہت سے مختلف طریقوں سے سیکھا جا سکتا ہے۔ اسی لیے وہ اپنے بچوں پر اعتماد کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بچوں کو کسی بھی کام کے لیے جو بھی طریقہ آسان لگے وہ ہی اختیار کریں۔

بچوں کو سوچنے اور غور و فکر کرنے کے لیے تنہائی کی ضرورت ہے

تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بچے بھی چیزوں کے بارے میں سوچتے ہیں۔ ان کی خیالی دنیا بہت خوبصورت ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ وہ بہت کچھ سیکھنے والے ہوتے ہیں اور ان بچوں کے مقابلے میں کامیاب رہتے ہیں، جن میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی۔ مگر خیالات یا تصورات کے لیے وقت کی ضرورت ہوتی ہے، جب کہ ہماری زندگی میں وقت ہی وہ چیز ہے جو کہ تقریباً "گم" ہو گیا ہے۔ اسکول میں بہت زیادہ وقت دینا اور اضافی نصابی سرگرمیوں کی مصروفیات کی وجہ سے ان کے پاس کچھ سوچنے اور خواب دیکھنے کا وقت ہی نہیں ہے۔ اس لیے وہ اپنے مسائل کا حل نہیں ڈھونڈ سکتے اور اپنی غور و فکر کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

بچے نہ تو اپنی لاعلمی کو تسلیم کرنے سے ڈرتے ہیں اور نہ ہی اپنی غلطیوں کو ماننے

جب ہولٹ نے گتھیوں کے حل چلتے ہوئے بچوں کو اپنی طرف بلاتے ہوئے ایک مخصوص قسم کا ساز (Cello) بجایا تو انہوں نے بھی جواب میں ایسا ہی کرنے کی کوشش کی مگر اسکول کے بچے اور بڑوں نے اس طرح بلانے کو قبول ہی نہیں کیا۔ گھر میں تربیت حاصل کرنے والے بچوں کو نہ تو اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ ان کی ناکامی پر لوگ ان پر ہنسیں گے اور نہ ہی ان کو یہ خوف ہوتا ہے کہ ان کو نمبر کم ملیں گے۔ اس لیے گھر میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے والے بچے مکمل کر کام کرتے ہیں اور ان کی پوری توجہ انہی باتوں اور چیزوں کو سیکھنے پر مرکوز ہوتی ہے۔ بچے سوالوں سے سیکھتے ہیں نہ کہ ان کے جوابوں سے۔ گتھیوں کے حل چلتے ہوئے بچے بہت زیادہ سوال پوچھتے ہیں۔ اسی طرح اسکول میں پڑھتے ہوئے تیسری جماعت تک کے بچے بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اسی عمر تک کے بچے اس ناپسند حقیقت سے آشنا ہو جاتے ہیں کہ اسکول میں ان کو زیادہ نمبر ملتا ہے۔ وہ اپنی لاعلمی اور کم علمی کو چھپا سکتے ہیں مگر ایسا کرنے سے چیزوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے تجسس (جستجو اور کھوج لگانے کی عادت) میں کمی آ جاتی ہے۔

بچے جو کچھ بھی سیکھتے ہیں، اس فطری عمل سے لطف اندوز ہوتے ہیں

بچوں کو ظاہری انعامات کے ذریعے راغب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، مثال کے طور پر اچھا گریڈ یا اسٹار وغیرہ دینا۔ ایسا کرنے سے بچوں کی سرگرمیوں میں کمی آ جاتی ہے۔ (یہ انعام کیوں دیا جا رہا ہے؟ اس کا اس وقت ہونے والے واقعے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا)۔ سمجھدار والدین اپنے بچوں کو صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ "یہ کتاب پڑھ کر آپ بہت خوش ہوں گے"۔ انہیں یہ نہیں کہنا چاہیے کہ "اگر آپ نے یہ کتاب پڑھ لی تو آپ کو ایک ٹافی ملے گی"۔

تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بچے بھی چیزوں کے بارے میں سوچتے ہیں۔ ان کی خیالی دنیا بہت خوبصورت ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ وہ بہت کچھ سیکھنے والے ہوتے ہیں اور ان بچوں کے مقابلے میں کامیاب رہتے ہیں، جن میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی۔ مگر خیالات یا تصورات کے لیے وقت کی ضرورت ہوتی ہے، جب کہ ہماری زندگی میں وقت ہی وہ چیز ہے جو کہ تقریباً "گم" ہو گیا ہے۔

بچے ہر عمر کے افراد سے تعلق رکھ کر زیادہ بہتر طریقے سے سیکھ سکتے ہیں

والدین میں سے کوئی بھی اپنے بچے کو ایسا نہیں کہے گا کہ "آپ صرف ان بچوں کے ساتھ کھیلا کریں جن کی عمر آپ سے چھ مہینے زیادہ یا کم ہے۔ آپ دو سال کے بچوں کے ساتھ ضرور کھیلیں، ایک دوسرے کو دیکھو ضرور مگر بات مت کرو۔"

جان ٹیلر گیٹو (نیویارک اسٹیٹ ٹیچر آف دی ایئر) کا کہنا ہے کہ "یہ ایک عجیب بات ہے کہ انسان صرف اپنے ہم عمر یا اپنی ہی طرح کے لوگوں کے ساتھ تعلقات قائم کرتا ہے جب کہ ایسا کرنے سے انسان کئی بہتر طریقے اور دوسرے لوگوں کے تجربات سے لاعلم رہ سکتا ہے۔"

کوئی بھی بچہ ابتدائی تجربے سے زیادہ سیکھتا ہے

والدین میں سے کوئی بھی اپنے بچے کو یہ نہیں کہے گا "اس کھلونے کو پیچھے رکھ دیں اور کتاب دوبارہ کھول لیں۔" ہوم اسکولرز بہت ہی سیدھے طریقے سے دنیا کے بارے میں سکھاتے ہیں۔ ہمارا بچہ ہوم اسکولنگ کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے، "بجائے اس کے کہ آپ کسی کام کے لئے ہمیں پڑھائیں اور سکھائیں، وہ کام عملی طور پر کرکے ہمیں سکھائیں۔" گھر میں تعلیم وتربیت حاصل کرنے پر ایک عام اعتراض یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے بچے حقیقی اور اصلی دنیا سے محروم ہو جاتے ہیں۔

بچوں کو اپنے والدین کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے کی ضرورت ہوتی ہے

مشہور ماہر تعلیم جان ٹیلر گیٹو ہم کو اس بات سے خبردار کرتے ہیں کہ "اسکول کی تعلیم وتربیت اور ٹی وی دیکھنے کے [illegible] والا وقت جو ہمیں ملتا ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اسی لئے امریکی خاندانی نظام جامد ہو گیا ہے۔" گھر میں تعلیم وتربیت حاصل کرنے والے کتنے ہی لوگ یہ سوچتے ہیں کہ خاندانی وابستگی یا خاندان سے منسلک رہنا ہی تجربے (گھریلو تعلیم وتربیت) حاصل کرنے کا سب سے بڑا لمحہ ہے۔ جب میں نے اپنے بچوں کو پہلا قدم اٹھاتے ہوئے دیکھا اور اس کے منہ سے پہلا لفظ سنا تو مجھے یہ خوشی ہوئی کہ میں اپنے بچے کی دنیا اور خیالات سے واقف ہوا ہوں۔ آنے والے سال میں میں نے اپنے بچے کی زندگی کے بارے میں دوسرے ذرائع کو چھوڑ کر اس کے سیکھنے کے عمل اور اس کی اہمیت کے بارے میں بہت کچھ سیکھ لیا۔ ہوم اسکول ایک طرز زندگی ہے۔

تھکاوٹ اور دباؤ سے سیکھنے کا عمل متاثر ہوتا ہے:

مشہور ومعروف سائنسدان اور فلسفی آئن اسٹائن اپنی سوانح حیات میں لکھتا ہے کہ: "یہ ایک بہت ہی افسوسناک غلطی ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ دیکھنے اور تلاش کرنے کے عمل کو زبردستی سکھایا جائے۔" جب ایک سال کا بچہ چلتے ہوئے گر جاتا ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ "آپ نے بہت اچھی کوشش کی ہے، اور آپ جلد ہی چلنا بھی سیکھ جائیں گے۔" والدین میں سے کوئی بھی سمجھدار شخص ایسا نہیں کہے گا کہ "آپ کی عمر کے تو تمام بچوں کو چل کر دکھانا چاہیے۔ اچھا تو پھر آپ جمعہ تک چلنا سیکھ جائیں گے۔" اکثر والدین کو یہ پتہ ہوتا ہے کہ بچوں کو سکھانے میں بے جا جلدی کرنا، ان کو ہدف دینا یا کم نمبر دلانے سے بچوں کو کچھ بھی نہیں سکھایا جا سکتا۔

جان ہولٹ نے تحریر کیا ہے کہ "جب ہم ذہنی طور پر بے حد پریشان ہوتے ہیں تو ہم لاشعوری طور پر بے انداز سے ہی سوچتے رہتے ہیں یا پھر کچھ بھی نہیں سوچتے۔ جب ہم کسی بچے کو ڈراتے ہیں تو اس کے سیکھنے کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔"

دودھ پیتے ہوئے اور گھٹنوں کے بل چلتے ہوئے بچے ہم کو سیکھنے کے بنیادی اصول سکھاتے ہیں، جب کہ اسکول بالکل مختلف طریقہ کار اختیار کرتے ہیں۔ اس کا سبب یہی ہوتا ہے کہ ایک ہی عمر کے زیادہ بچوں کو پڑھانے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ اسکول کا ڈھانچہ (مطلب یہ حاضری، اسکول کی منتخب کی گئی کتابیں اور عنوانات، بچے کی کارکردگی وغیرہ کی جانچ پڑتال) یہ باتیں اپنے ذہن میں بٹھا لیں کہ بچے کسی بھی حوالے سے فطری طور پر نہیں سیکھ سکتے۔ اسی لئے ان کو کسی بھی طرح زبردستی سکھانا پڑتا ہے۔ وہ اصل فطری طور پر سیکھنے والوں کو اس ڈھانچے کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔ اپنی مرضی سے پڑھنے والے یعنی گھر میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے والے بچے اسکول میں باقاعدہ پڑھنے والے بچوں سے اکثر آگے نکل جاتے ہیں۔ وہ تعلیمی کامیابی، سماجی طور پر رہنمائی قائم کرنے، اعتماد اور عزت نفس کے حوالے سے اسکول جانے والے بچوں سے کافی بہتر حالت میں پروان چڑھتے ہیں۔

ہوم اسکولنگ بچے میں موجود فطری شوق کے اصولوں پر چلتا ہے اور ان کے تجسس، جوش اور سیکھنے کے شوق کو (جو پیدائشی طور پر بچوں میں موجود ہوتا ہے) برقرار رکھتا ہے۔

"ہولٹ" کا کہنا ہے کہ یہ طے ہے کہ ہوم اسکولنگ دراصل عقیدے کا معاملہ ہے: "یہ وہ عقیدہ ہے جس کے ذریعے لوگ جانوروں سے بھی سیکھتے ہیں، پرندوں کا ہوا میں اڑنا، مچھلی کا پانی میں تیرنا اور دیگر بہت سی باتوں پر انسان سوچتا ہے اور ان میں سے سیکھتا ہے۔"

اس لئے ہمیں بچوں کو سیکھنے کی طرف راغب کرنے کے لئے رشوت دینا، انعام کی پیشکش کرنا یا زبردستی کرنا یا کسی طرح بھی دباؤ ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ خود بخود ہمارا کام سیکھیں۔ اس کے بجائے ہمیں صرف اتنا کرنا پڑے گا کہ بچوں کی مدد کریں، ان کی رہنمائی کریں، ان کے ذہنوں میں پیدا ہوتے ہوئے سوالوں کو سنیں اور ان کا تسلی بخش جواب دیں۔ ہمیں ان کے اوپر اعتماد کرنا پڑے گا۔

Extracted from:
www.naturalchild.com

RCC: خوداعتمادی اور تخلیقی صلاحیت کا پروگرام

سارہ حسین

سیکھنے کے عمل کو تفریحی عمل بنائیں

ابتدائی بچپن کی نشوونما (Early Chilhood Development Programme) کے تحت چلائے جانے والا پروگرام آر سی سی (Releasing Confidence & Creativity) ابتدائی قابل تخلیقی صلاحیتوں کے حامل افراد پر مشتمل ہے۔ مختلف تجربوں، مشاہدوں اور سوالات کے پیرائے میں مل کر معیاری تعلیم (Quality Education)، کمیونٹی، بچوں کی ابتدائی بڑھوتری کے لئے سہولت کاری اور اس پر عمل درآمد کرنے کی مہم میں کوشاں ہیں۔ آر سی سی کا ای سی ڈی پروگرام بچوں کے مجموعی بڑھوتری کے لئے یکجا اس طرح کام کر رہا ہے کہ وہ سارے عوامل جو بچوں کے ماحول پر اثر انداز ہوتے ہیں جیسا کہ خاندان، کمیونٹی، اسکول اور اس کی پالیسی وغیرہ میں معاونت فراہم کرتا ہے۔

آر سی سی/ای سی ڈی پروگرام کا سب سے پہلے خیال آغا خان فاؤنڈیشن AKF(P) نے 2002 میں پیش کیا گیا، جب یہ دیکھا گیا کہ کچی جماعتوں کا عرصہ بچوں کے سیکھنے کے مرکز بننے کے بجائے صرف دیکھ بھال تک محدود رکھا گیا ہے۔ ای سی ڈی پروگرام اس لئے شروع کیا گیا کہ وہ بچے جن کی عمر آٹھ سال تک ہے ان پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جا سکے تاکہ ان بچوں کو سیکھنے کے وہ تمام عناصر مہیا کئے جا سکیں جن سے ان کی بہتر نشوونما ہو سکے۔ اس وقت رائل نیدرلینڈ ایمبیسی کے تعاون سے آر سی سی کے ساتھ (7) مددگار معاون ادارے کام کر رہے ہیں۔ رائل نیدرلینڈ ایمبیسی اپنے تین معاون اداروں کے ساتھ چلنے والے اضلاع کے اسکولز اور کمیونٹیز میں کام کر رہی ہے، جس میں اساتذہ کے سیکھنے اور تربیت، نصاب کی بہتری، صحت اور غذائیت، تعلیمی عمل اور بچوں کی بڑھوتری میں کمیونٹی کی شرکت، نشر و اشاعت کا مواد (پاکستان کا پہلا انگریزی اور اردو آن لائن معلوماتی مواد) اور ای سی ڈی کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق اور پروگرام کو مختلف حوالوں سے مدد کرنا شامل ہے۔ تمام ادارے اسی ایک مقصد کے لئے کام کر رہے ہیں تاکہ اس شراکتی عمل کو زیادہ مستحکم اور ہدف حاصل کرنے والا بنایا جا سکے۔

بچوں کی بڑھوتری کے لئے سب سے موثر اور باکفایت نظام "خاندان" ہے۔ اس لئے آر سی سی کا ای سی ڈی پروگرام بچوں کے خاندان پر بھی توجہ دیتا ہے تاکہ ان کی معلومات، مہارت اور اعتماد بڑھ سکے۔ والدین بچوں کے فیصلہ کن ابتدائی تین سالوں میں مدد کر سکیں۔ آر سی سی کا ایک اور ہدف چھوٹے بچوں اور ان کی ماؤں کی غذائیت اور صحت اس کے علاوہ آگاہی اور معلومات بڑھانے کے پروگرام مثلاً: مستقل طور پر معائنہ اور چکاس اور اسکولز اور کمیونٹیز میں دلچسپ جیسی سرگرمیاں کرتا ہے۔

آر سی سی کے کمرہ جماعت میں ہونے والی درس و تدریس کو دیکھنا واقعی حوصلہ افزا عمل ہے، جس میں گورنمنٹ اور آر سی سی کی کمیونٹی ٹیچر اپنے کمرہ جماعت میں نئی تخلیقی تبدیلیاں لانے کے لئے کام کرتے ہیں۔ ان کے تدریسی طریقہ کار، جدید مروجہ طریقوں سے مربوط ہیں، جس میں ڈیسک، پرانی طرز تدریس اور جسمانی سزا جیسی دھمکیاں/کاروائیاں شامل نہیں ہیں۔ اس کے بجائے اساتذہ کی توجہ سرگرم تربیت، حوصلہ افزائی، سیکھنے کا کارنرز (گوشہ)، بچوں کے گوناگوں تربیت کے انداز پر توجہ اور چھوٹے بڑے گروپس میں آزادانہ کام کرنے کے طریقے شامل ہیں۔ ہر کمرہ جماعت میں تربیت کے مختلف جز شامل ہیں، مثلاً زبان، مکان، ریاضی، زندگی کی مہارتیں، کتاب کارنر اور بہت کچھ۔

پورے دن کو اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ بچے پڑھائی کی منصوبہ بندی میں حصہ لے سکیں اور اس کو مکمل بھی کر سکیں۔ اس طرح بچے اپنے اساتذہ کو بتاتے ہیں کہ ان کو کیا کام کرنے ہیں اور کیوں کرتے ہیں۔ ان موقعوں پر اکثر و بیشتر تضادات بھی ابھرتے ہیں مگر بچوں کو ایسے مواقع میسر آ جاتے ہیں کہ وہ اساتذہ کی کم سے کم مداخلت میں اپنے تضادات کو حل کر لیتے ہیں۔ جائزہ لینے کے دوران بچوں نے بتایا کہ انہوں نے اپنا پورا دن کیسے گزارا اور کن چیزوں کے ساتھ وہ کھیلے۔ اس سرگرمی کے ذریعے بچوں میں بحث و مباحثے کی ترویج ہوتی ہے اور وہ اپنے کام کو ہدف کے تحت پورا کرتے ہیں۔

آر سی سی کے ای سی ڈی پروگرام کا جال 206 اسکولز اور ہزاروں کمیونٹی رضاکار ہیں۔ پروگرام سے ہونے والا فائدہ تمام کمیونٹیز تک پہنچا ہے۔ پروگرام سے فائدہ اٹھانے والے بچے متحد اور سرگرم رہتے ہیں۔ ٹیچر پڑھانے/تدریس کے طریقے شوق اور جذبے سے سیکھتے ہیں۔ والدین کو فخر ہے اور وہ خوش ہیں کہ ان کے بچوں کی نشوونما خوب ہو رہی ہے۔ مائیں اب آگاہی اور جانکاری کے پروگراموں میں حصہ لیتی ہیں، کیونکہ وہ اپنی صحت اور غذائیت کے بارے میں جانتی ہیں۔ اضافی طور پر کمیونٹی کے حوالے سے گورنمنٹ ایجوکیشن آفیسر، آر سی سی کے کمرہ جماعت دیکھنے اور مہمانوں کو وہاں پر مدعو کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ آر سی سی پروگرام کی مستقل یہ کوشش ہے کہ اپنے نام کے مطابق تخلیق اور اعتماد ہر اس فرد میں منتقل کر سکے جو اس پروگرام سے وابستہ ہیں۔

گھر والوں کے ساتھ مل کر سیکھنے کی روایات کو قائم کرنا

فائزہ خان

بچوں کی نشوونما کے اہم پہلو کے طور پر والدین کی اپنے بچوں کی جذباتی اور علمی نشوونما میں شمولیت بہت پہلے سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ البتہ، بہت سارے والدین ابھی تک اپنے ان احساسات کو سمجھ نہیں سکے جو کہ ان کے بچوں پر سیکھنے کے دوران مرتب ہوتے ہیں اور پھر نتیجتاً وہ بچے کے سیکھنے کے عمل میں اپنی کوششوں کو محدود کر دیتے ہیں۔ بہت سارے والدین اپنی شمولیت کی بنا پر یہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ ایک ایسا کردار ادا کریں جس سے ان کا بچہ یقینی طور پر کچھ بہتر سیکھ سکے۔ صرف پڑھائی کرنے کے عام معمولات یا اسکول کے نصابی کاموں میں ان کا شریک ہونا ہی ان کے بچے کے لئے کافی نہیں کہ جس سے وہ سیکھنے کی طرف ایک مثبت رویہ قائم کر سکے۔

عمر کے ابتدائی سالوں میں بچوں کا ذہن ہر نئی بات کو جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے باوجود اس کے کہ کتابیں جتنا علم انہیں مہیا کرتی ہیں وہ ہمیشہ اہم ہوتا ہے مگر وہ ذاتی تجربات سے زیادہ سیکھتے ہیں۔ البتہ کتابوں سے سیکھنے کے مختلف طریقہ ہائے کار یا روزمرہ زندگی کے سیکھنے کے تجربات کے علاوہ والدین کا اپنے بچوں پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کیونکہ بچے ابتداء سے اپنے قریبی رشتوں کی قربت سے سیکھتے ہیں۔ وہ روزمرہ کے معمولات، رجحانات اور عادات میں اپنے والدین اور خیال رکھنے والوں کی طرف سے ملنے والی توجہ سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آس پاس موجود ماحول سے سیکھتے ہیں۔ اسکول کی طرح نہیں جہاں پر ان کو اساتذہ پر توجہ مرکوز کرنی پڑتی ہے۔ گھر پر بچہ مجموعی طور پر زیادہ وابستگی حاصل کرتا ہے۔ اس طرح والدین ایک نئے انداز سے بچوں کے سیکھنے، سوچنے کی صلاحیتوں اور ان کے تصورات کو ایک ٹھوس شکل دینے اور اس کے ساتھ ساتھ ان صلاحیتوں کو حاصل کرنے میں ان کی مدد کرتے ہیں۔

والدین کیا کر سکتے ہیں؟

1 اپنے اثر کو محسوس کریں

سیکھنے کے ماحول کو فروغ دیتے وقت ایک بہت ہی اہم بات جو والدین کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ والدین محسوس کریں کہ ان کے رویے کا ان کے بچے پر کیا اثر ہو رہا ہے۔ جب والدین بچوں کے ساتھ مختلف سطحوں پر سرگرمیوں میں شامل ہوتے ہیں تو اس سے بچوں کے سوچنے اور صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر آپ اپنے بچے سے وابستہ مسائل اور سوالات کے جوابات تلاش کر لیں، تو اس بات کے قوی امکانات ہیں کہ ان کے سوالات پوچھنے کی ہچکچاہٹ کم ہو جائے۔ البتہ زور اس بات پر ہو کہ ان کے سوالات کے جوابات ڈھونڈے جائیں بجائے اس کے کہ ان کے لیے سوالات بنائے جائیں، لہٰذا بچے عمر کے کسی بھی حصے میں ہوں سب سے بڑی اور اہم بات جو آپ ان کو سکھاتے ہیں، وہ یہ ہے کہ ان کے خیالات اور رائے کو اہمیت دی جائے۔ یہ ایک نامناسب بات ہوگی کہ آپ ان سے یہ امید وابستہ کر لیں کہ وہ اپنے سامنے آنے والے مسائل کو خود حل کر لیں گے، بلکہ صلاحیتوں میں اضافہ کے ساتھ وہ اپنے آپ کو زیادہ لائق اور پر اعتماد محسوس کرنے لگیں گے۔

2 سیکھنے کے ذاتی تجربات پیش کریں

ہر بچے کی جذباتی، علمی اور جسمانی نشوونما مختلف ہوتی ہے۔ اس سچ سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بچوں کی نشوونما میں ان کے ماحول اور ان کے تجربات کے عوامل کا بھی اثر ہوتا ہے۔ سیکھنے کے لیے بچوں پر تھوڑی بہت توجہ اسکول میں بھی دی جاتی ہے مگر وہ زیادہ تر باہر کی دنیا سے سیکھتے ہیں۔ اس لئے جو کردار اسکول ادا نہیں کر سکتا اس کمی کو پورا کرنے کے لیے والدین کے پاس بہت کچھ رہ جاتا ہے۔ ایک اور بہت ہی اہم بات جو والدین کر سکتے ہیں وہ یہ کہ اپنے بچوں کی صلاحیتوں اور کمزوریوں پر نظر رکھیں اور اس طریقہ کار پر زیادہ توجہ دیں جس سے ان کا بچہ زیادہ سیکھ سکتا ہے۔ ہر بچے کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں۔ کچھ بچے تصویروں کی مدد سے زیادہ سیکھتے ہیں تو کچھ سن کر بہت کچھ یاد کر لیتے ہیں۔ کچھ بچے عمارت کے بلاکس پر ڈرائنگ بنانا پسند کرتے ہیں، جبکہ دوسرے کہانیوں کی کتابیں اور نرسری کے سریلے گیتوں سے۔ اس لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس بات کا پتا لگایا جائے کہ ان کا بچہ کس بات میں زیادہ دلچسپی رکھتا ہے اور پھر اس کو چھان بین کرنے میں ان کی مدد کریں۔

3 بچوں کی تربیت میں ماں اور باپ دونوں شامل ہوں

چونکہ پہلے اساتذہ والد کے بجائے ماؤں کے ساتھ بچوں کی کارکردگی بتانے کیلئے زیادہ رابطہ رکھتے تھے۔ بچوں کی نشوونما پر کی گئی ریسرچ سے پتہ چلا ہے کہ ان کی پرورش میں والد کی شمولیت کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ البتہ جدید تحقیقات کی بنا پر یہ بات کہی جا رہی ہے کہ گھر کے باہر سے ملنے والی تحریک سے کہیں زیادہ اچھا ردعمل بچے اس وقت دکھاتے ہیں جب ماں اور باپ دونوں بچوں پر توجہ دیتے ہیں۔ ایک اور تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ سیکھنے کے دوران جب بچے ابتدائی عمر کی حد سے آگے بڑھتے ہیں تو وہ اپنے باپ کی شمولیت کی وجہ سے اپنی تعلیمی کارکردگی اور سیکھنے کے مراحل میں ایک مثبت رابطے کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اگر یہ رابطے موجود نہ بھی ہوں، تو عموماً بچے کے لیے یہ بھی بہتر رہے گا کہ وہ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے سیکھنے کی بہتر صلاحیت کے لیے حوصلہ افزائی حاصل کریں۔

4 سیکھنے کے عمل کو اپنی روزمرہ کی زندگی سے منسلک کریں

بچوں کے والدین سیکھنے کو ایسا عمل نہ سمجھیں کہ بچے ہی کسی مخصوص چیز کو ایک خاص وقت میں کر کے دکھائیں گے۔ یہ عمل سیکھنا روزمرہ کے تجربات کا ایک حصہ ہے، اور والدین کو اسی طرح اس چیز کو دیکھنا چاہیے۔ یہ بات ان کو ہر چھوٹے سے تجربے کو بھی سیکھنے میں مدد کرے گی، خاص کر کے بچوں کے فطری سوالات کے جوابات اپنے تجربات کے ذریعے دینے میں۔ سیکھنے میں ہر چیز آ جاتی ہے، آپ کھانا پکا رہے ہوں، یا کتاب پڑھ رہے ہوں، ڈرائنگ کر رہے ہوں یا روڈ پر گھوم رہے ہوں آپ ہر وقت سیکھتے رہتے ہیں۔ سیکھنے کے لیے ایک اہم طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ اپنے بچوں کو اس بات سے بھی وابستہ کریں کہ ان کے ارد گرد موجود افراد اور دنیا میں کیا ہو رہا ہے مثلاً آپ ایک سات سال کے بچے سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ اس نے تازہ ترین واقعے کے بارے میں کیا سنا ہے اور پھر اس سے متعلقہ سوالات کا ایک سلسلہ جوڑیں اس طرح سے بھی وہ اپنے بچوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ ہر وقت اپنے بچوں کو معلومات فراہم کرنے کے بجائے کسی بھی صورت میں آپ ان کے خیالات کو سنیں۔ اس سے ان کو حقائق اور مختلف خیالات کو آپس میں تعلق جوڑ کر سیکھنے والا بننے میں مدد ملے گی۔

5 تصاویر سے بھرپور ماحول بنائیں

جب بچے نونہال ہوتے ہیں تو والدین ان کو سکھاتے ہیں کہ کس طرح بولنا چاہیے یا جب وہ بولنا سیکھتے ہیں تو ان کے الفاظ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں یا جب وہ بولنے، لکھنے اور پڑھنے کی صلاحیتیں حاصل کر لیتے ہیں تو وہ یہ سننا چاہتے ہیں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں، یہ سب باتیں پڑھنے کے ماحول کو بہتر کرنے میں زیادہ اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ حتیٰ کہ والدین اپنے بچوں کو اس رفتار سے پڑھنا نہیں سکھا سکتے جس رفتار سے وہ بولتے ہیں: والدین بچوں کو معلوماتی ذرائع، جیسے کہانیوں کی کتاب، میگزین یا اخبارات بھی پڑھنے کے لیے مہیا کریں جس سے وہ پڑھنے جیسی اچھی عادت کی طرف راغب ہوں۔ وہ ان چیزوں کا خود بھی مطالعہ کریں اور پھر اپنے بچوں سے پوچھیں کہ انہوں نے کیا پڑھا اور کیا سمجھا اس سے بچوں کی پڑھنے والی قابلیت اور مہارت کو زیادہ تقویت ملے گی۔

6 خود سیکھنے کے لیے اپنا ذہن کھلا رکھیں۔

والدین کو ضرور یہ احساس ہونا چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے لیے ایک رول ماڈل ہیں، اگر وہ اپنی زندگی کے کسی بھی حصے میں خود سیکھنا چاہیں تو ان کو اپنے بچوں کے لئے ایک مثبت مثال قائم کرنی چاہیے۔ کچھ نیا سیکھنے کے لیے چاہیے کہ وہ بچوں کو کوئی مہارت، زبان، کوئی ہنر یا کوئی عام پڑھنے والی چیز مہیا کریں۔ ایسے بہت سارے طریقوں سے والدین اپنے بچوں کو بہت کچھ نیا سکھا سکتے ہیں۔ اگر آپ اپنے بچے کے ساتھ کوئی معلومات بانٹتے ہیں یا اسے یہ پتا چل جائے کہ آپ بھی کسی چیز کو سیکھنے کے لئے مشقت کرتے ہیں تو یہ طریقہ بھی آپ کے بچے کے خود سیکھنے والے طریقہ کار میں کارآمد ثابت ہوگا۔ والدین کو اپنے بچوں کو خود سیکھنے کے لیے ایک حد تک آزاد رکھنا چاہیے۔ اس طرح سیکھنے کی چیزوں میں کھیل، ڈرامہ یا کوئی ایسی نئی چیز جو بچوں نے اسکول میں سیکھی ہو شامل ہو سکتی ہے۔ اس طرح کی آزادی سے بچے کا اعتماد بڑھے گا اور وہ اپنے کردار کا رخ بدلنے کیلئے اپنی شخصیت میں مثبت تبدیلیاں لانے کے لیے اپنا راستہ خود بنائے گا۔

> والدین بچوں میں سیکھنے کا شوق پیدا کرتے ہیں تو وہ اسکول جا کر بھی اچھا پڑھتے ہیں اور سیکھتے ہیں، ایسا کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ ان پر ہوم ورک مکمل کرنے کے لیے زور دیں بلکہ اس کے لیے گھر کے اندر اور باہر ایک ایسا ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس سے بچوں میں سیکھنے کے جذبے کو پروان چڑھانے میں مدد ملتی ہے۔
>
> مائیکل تھامسن پی-ایچ-ڈی
> مصنف: دی پریشرڈ چائلڈ

Source
Vivian Gadsden and Aisha Ray, "Fathers' Role in Children's Academic Achievement and Early Literacy" (Nov, 2003)
www.ericdigests.org
'Supporting your Child: The Role of Parents'
www.pbs.org/parents
'The Role of Parents in Literacy, Mary E. Bass, ASED 590 September 30, 1997'
www.[illegible].org

چھوٹے بچوں میں سیکھنے کے عمل کو اُجاگر کرنا

مریم حسن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بڑوں پر اعتماد:

[illegible]

جذبات:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چھوٹے بچوں میں تحریک کے حصول کی نمایاں خصوصیات:

[illegible] (Intrinsic Motivation) [illegible] (Externally Motivated) [illegible]

استقامت

استقامت ایک ایسی خوبی ہوتی ہے جو دیئے گئے کام کو کرنے کے ساتھ زیادہ وقت تک چلتی ہے جب کہ بہت چھوٹے بچے ایک گھنٹے سے زیادہ کسی بھی سرگرمی پر اپنی توجہ مرکوز نہیں کر پاتے، البتہ یہ بھی ایک دوسری بات ہے کہ چھوٹے بچے سرگرمیوں میں پیدائشی طور پر مختلف اوقات تک مصروف عمل رہتے ہیں۔ جو بچے بہت زیادہ تحریک یافتہ ہوتے ہیں وہ کسی بھی سرگرمی میں بہت زیادہ دیر تک شامل رہتے ہیں، جبکہ غیر تحریک یافتہ بچہ جب فوراً کوئی کامیابی حاصل نہیں کر پاتا تو بڑی آسانی سے ہر کام چھوڑ دیتا ہے۔ بچے جب کوئی دیا گیا مشکل کام کامیابی سے سرانجام دیتے ہیں تو وہ استقامت کو حاصل کرنا سیکھ لیتے ہیں۔ استقامت کو حاصل کرنے کا فن یہ ہے کہ بچے کو اس طرح کے کام دیں کہ وہ ان کے لئے کافی مشکل ہوں مگر ایسے نہ ہو کہ ان پر حاوی ہو جائیں۔

مشکلات کا انتخاب کریں

مشکل مشقوں کا انتخاب تحریک دینے کا ایک اور نمایاں مجوو ہے، جو بچے دیئے گئے کسی مشکل کام کو کرتے وقت کامیابی حاصل کرتے ہیں تو وہ اس سے تحریک حاصل کر لیتے ہیں اور پھر دوسرے آنے والے مشکل کام کو خندہ پیشانی سے کرتے ہیں۔ سیکھنے والے یا تحریک یافتہ بچے کسی ایسی سرگرمی کا انتخاب کرتے ہیں، جو ان کے لئے کچھ مشکل تو ہوتی ہے مگر اس سے انہیں ایک مخصوص قسم کا چیلینج بھی ملتا ہے۔ غیر تحریک یافتہ بچے (جن کو پہلے کسی کامیابی کا تجربہ نہیں ہوتا) وہ کوئی ایسی آسان چیز ہاتھ میں اٹھاتے ہیں جن سے ان کو متواتر کامیابیاں ملنے کا یقین ہوتا ہے۔ والدین کے لئے جو سب سے مشکل کام ہے وہ ہے کسی مشکل کام کے انتخاب میں ان کی مدد کرنا، جبکہ انتخاب کرنے کا حق بچے کے پاس ہی ہو۔

نشوونمائی پاتی تحریک:

نوزائیدہ شیر خوار بچے جب پیدا ہوتے ہیں تو وہ بہت ساری قدرتی تحریک سے لیس ہوتے ہیں۔ اس تحریک کے آس پاس موجود ماحول پر واضح اثرات ہوتے ہیں۔ جب نونہال حقیقت میں اپنے کسی بھی عمل کے نتیجے میں کسی انعام کو ملتے ہوئے دیکھتے ہیں، تو وہ اس طرح کے متواتر عمل سے مسلسل تحریک حاصل کرتے ہیں۔ چیخنا، صدائیں لگانا، چہرے کے اظہار اور چھوٹی چھوٹی جسمانی حرکتوں پر پابندیاں لگانے سے چھوٹے بچوں میں یہ خصوصیات کم ہو جاتی ہیں۔

جب کوئی نونہال بڑا ہوتا ہے اور مسلسل سمجھدار ہوتا ہے (عموماً 24-9 ماہ تک) تو یہ ممکن ہے کہ وہ خود ہی بہت ساری حرکات کسی نہ کسی مقصد کی بنأ پر کرتا ہے۔ اس طرح کی بہت ساری باتوں پر بچوں کا ضابطہ ان میں کامیابی کا احساس اجاگر کرتا ہے۔ اس طرح کی کامیابیاں خود توقیری اور خود اعتمادی کے احساسات کو بڑھاتی ہیں اور پھر اس سے تحریک کو زیادہ تقویت ملتی ہے۔ اس طرح کی کامیابیاں بڑوں کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی، مگر یہ چھوٹے بچوں کی قابلیت پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ اپنے لیے بنائے گئے مقاصد کو کس طرح خود پورا کرتے ہیں۔

دو سال کی عمر میں بچے اس طرح کی قابلیت حاصل کر لیتے ہیں کہ جس سے وہ واقعات کے تسلسل کے ساتھ اپنے مقصد کو حاصل کر سکیں۔ ان کے کیئے ہوئے کام کے معیار کو سراہا جاتا ہے اور پھر وہ اپنی کی ہوئی کوششوں کی تشخیص کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ تین سال کی عمر تک بچے چیزوں کو اچھی طرح سے کرنے میں مگن رہتے ہیں، بجائے اس کے کہ وہ اسے ایسا ہی کریں۔ بچوں کو اپنی شخصی اور اندرونی صلاحیتوں کی بنأ پر اپنی کارکردگی اور کامیابی کا جائزہ لینے کے لئے قابلیت کی مختلف سطحوں کا ادراک ہو جاتا ہے۔ اس لئے انہیں اپنی کی گئی کوششوں کے معیار کو پرکھنے کے لئے اب بڑوں کے رہنمائی کی اتنی ضرورت نہیں پڑتی۔

اسکول میں داخلہ لینے سے پہلے والی عمر (5-3) کے بچے زبانی مسائل کو حل کرنے والی مہارتوں میں زیادہ مگن رہتے ہیں۔ وہ بولنے کے ذریعے اپنی تربیت خود کرتے ہیں اور اپنے زبانی رابطے کو استعمال کرتے ہوئے مسائل کو حل کرتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کو اکثر آپس میں باتیں کرتے ہوئے سنا گیا ہے جن کے ذریعے وہ بہت سارے ایسے عمل کرتے ہیں جس کے ذریعے وہ مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسے جیسے بچے بڑے ہوتے جاتے ہیں "بڑی آواز سے بولنے والی عادت" داخلی خود کلامی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مسئلے کو حل کرنے کی نشوونما پاتی ہوئی یہ نئی قابلیت عمر کے اس حصے میں تحریک کی بنیاد بناتی ہے۔ خود اعتمادی کے ساتھ یہ جانیئے کہ جب ایک سیکھنے والا کسی مشکل صورتحال کو تحریک کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ دوسرے نئے سیکھنے والوں کے لئے بھی قابل قبول ہوگا اور پھر نتیجتاً وہ سیکھنے کے بہت اہم عمل کی طرف رواں دواں ہو جاتے ہیں۔

یہاں پر بہت سارے ایسے طریقہ کار ہیں جن کو بروئے کار لاتے ہوئے والدین اپنے بچوں کو قدرتی طور پر تحریک دینے میں مدد کر سکتے ہیں۔

- ایک ایسا ماحول مہیا کر کے دینا جس میں بچے آزادی سے چھان بین کر سکیں اور اپنے کئے گئے کاموں کا نتیجہ بھی دیکھ سکیں (مثال کے طور پر: ایسے کھلونے دینا جن سے کھیلتے ہوئے ان میں ظاہراً تبدیلیاں آسکیں۔)
- جب بچے کام کر رہے ہوں تو ان میں استقامت پیدا کرنے کے لئے زیادہ وقت دیں۔ جب بچے کسی سرگرمی میں بہت زیادہ محو ہو جاتے ہیں تو یہ یقین پیدا کرنے کے لئے انہیں زیادہ وقت دیں۔ جب بچے کسی سرگرمی میں بہت زیادہ مشغول ہو جاتے ہیں تو یہ یقین کر لیجیے کہ وہ بغیر کسی مداخلت کے اس کام کو پورا کریں گے۔
- موافق اور قابل فہم پیشن گوئی کے طریقے سے بچوں کی ضرورتوں کو پورا کریں مگر جہاں تک ممکن ہو سکے انہیں اپنا کام آزادی سے کرنے دیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ اپنے بچے کو سارے اختیارات دے دیں۔ ہر بچے کو اپنی حدوں کا واضح طور پر پتہ ہونا چاہیئے۔ البتہ کھیلنے کے اوقات کو ضابطے میں لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔
- بڑوں اور بچوں دونوں کو ایک ساتھ باہمی عمل کرنے اور بہت ساری چیزوں کو دریافت کرنے کے موقع فراہم کریں یہ بچوں اور بڑوں دونوں کے لئے بہت اہم ہے کہ وہ ایک ساتھ کسی سرگرمی میں مل جل کر کام کریں۔
- ایسے حالات پیدا کریں جن سے بچوں کو قابل قبول چیلینج کا سامنا کرنا پڑے۔ ایسی سرگرمیاں جو بچوں کے لئے تھوڑی بہت مشکل ہوں ان کو پورا کرنے سے ان میں تحریک اور کامیابی کے مضبوط احساسات کو پیدا ہونے میں مدد ملے گی۔ اس سے شروعات میں بچے کو کچھ آزمائش اور غلطیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔
- بچوں کو یہ موقع دیں کہ وہ اپنی کامیابیوں کی قدر و قیمت کا خود اندازہ لگائیں۔ بجائے اس کے کہ آپ یہ کہیں کہ آپ نے اچھا کام کیا ہے، ان سے پوچھیں کہ وہ اپنے کام کے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ آپ کا پوچھا ہوا سوال کبھی بھی غلط نہیں ہوگا۔ "آپ کیا سوچتے ہیں؟"
- بہت زیادہ انعامات دینے کی ضرورت بھی نہیں۔ تعریف اور انعامات بچوں کی کوششوں اور استقامت کی بنیاد پر دینے چاہیے، بجائے حقیقی کامیابی کے نتائج پر۔ بچوں کی نظر سے دیکھیں گے تو یہ دنیا ایک عجیب جگہ ہے۔

اس لئے بچوں کو اجازت دیں کہ وہ اپنی دنیا کی چھان بین کریں اور اسے دریافت کریں۔ اس دنیا کے ہر کونے میں چھوٹے بچوں کے ذہنوں کو چونکا دینے اور تجسس پیدا کرنے کے لئے بہت سارے تجربات انتظار میں ہیں، ان سب کو حاصل کرنے کے لئے تھوری سی رہنمائی اور بہت زیادہ آزادی کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ آپ بچوں میں اس عمل کی تحریک پیدا کریں یا انہیں انعام دیں۔ جو احساسات انہیں اپنے عمل سے کسی بھی کامیابی کی بدولت ملتے ہیں وہ ہی انعام کے طور پر ان کے لئے کافی ہیں۔ یاد رکھیں کہ سیکھنے کے معاملے میں جو عادات اور رویے بچے ان ابتدائی سالوں میں حاصل کرتے ہیں وہ مستقبل میں ہمیشہ ان کے سیکھنے کے مزاج کو بہتر کریں گے۔

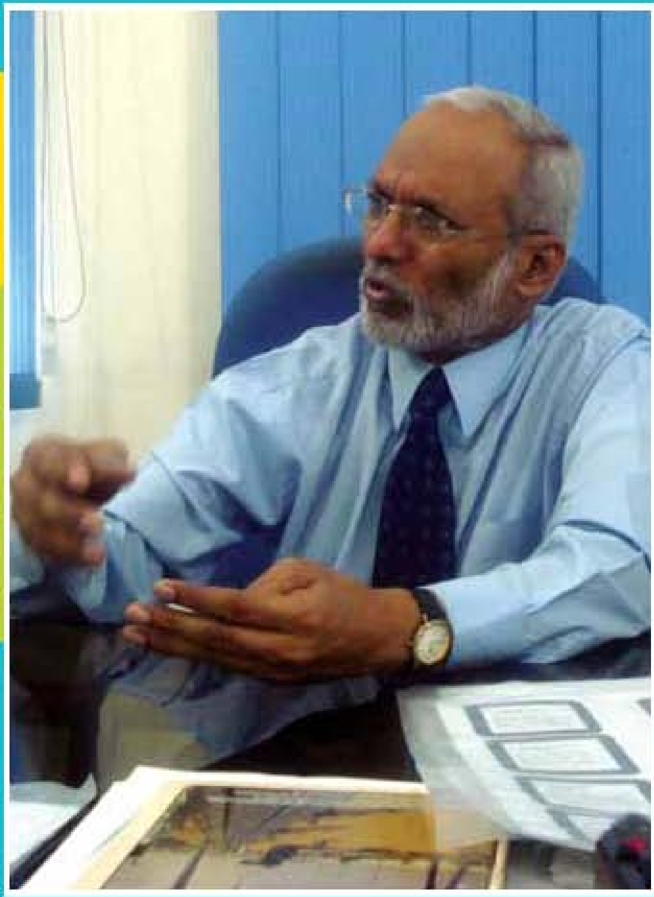

عباس حسین کے ساتھ بات چیت

عباس حسین ٹیچرز ڈیولپمنٹ سینٹر (TDC) کے ڈائریکٹر ہیں۔ عباس صاحب بیس سالوں سے زیادہ عرصے تک اساتذہ کو پڑھانے اور تربیت دینے کے کام میں مشغول رہے ہیں۔ ایک استاد کی حیثیت سے وہ بہت وسیع تجربے کے مالک ہیں اور ایک تربیت کار کی حیثیت سے ان کی خدمات کو بہت ساری جگہوں پر حاصل کیا گیا ہے۔ عباس صاحب کو سکھانے اور سیکھنے کے امور کا ماہر مانا جاتا ہے۔ آج کل ان کی زیادہ تر توجہ اساتذہ کو تربیت دینے پر مرکوز ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہی ایک واحد اور بہترین طریقہ ہے جس کے ذریعے طلبہ کو پڑھانے کے طریقہ کار کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ آیئے ان سے بات چیت کرتے ہیں۔

فائزہ خان

سوال: عباس صاحب کیا وجہ تھی کہ آپ نے استاد بننا پسند کیا؟ اور یونیورسٹی کے پروفیسر ہوتے ہوئے آپ نے اساتذہ کو تربیت دینے والے استاد کا کردار کیوں اپنایا؟

جواب: میرا تعلق ایک متوسط طبقے سے تھا اور میرے خاندان میں ایک استاد کی حیثیت سے کوئی بھی مثالی کردار موجود نہیں تھا۔ میرے والد کے خاندان اور میری والدہ کے خاندان میں سے بھی کبھی کسی نے تعلیم کے شعبے میں کوئی کردار ادا نہیں کیا تھا۔ اس لئے کبھی کبھی میرے لئے بھی یہ مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ قوت محرکہ مجھے کہاں سے عطا ہوئی۔ مگر جب میں نو سال کا تھا تو میں نے یہ طے کر لیا تھا کہ میں یونیورسٹی کا پروفیسر بنوں گا۔ اور یہی ایک وجہ تھی کہ میں نے بچپن سے ہی اپنی توجہ ان مہارتوں کو حاصل کرنے پر مرکوز کر لی جن کی وجہ سے میں یونیورسٹی کا ایک اچھا پروفیسر بن سکتا تھا اور میں نے اپنے آپ کو بقیہ ساری چیزوں اور سرگرمیوں سے دور رکھا کہ جن کی وجہ سے مجھے پروفیسر بننے میں رکاوٹیں پیش آ سکتی تھیں۔ اس لئے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک ہی چیز پر توجہ مرکوز کرنے کی عادت نے پوری زندگی میری رہنمائی کی ہے۔

اور جہاں تک ایک تربیت دینے والے استاد کا تعلق ہے تو اس کے لئے میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (UGC) کی طرف سے کرائے جانے والے ایک ٹریننگ کورس "Teaching English as International language"(IELTS) سے مستفید ہوا جو 1983 میں منعقد کروایا گیا تھا۔ وہ کورس منسٹری آف ایجوکیشن، علامہ اقبال یونیورسٹی اور یونیورسٹی آف مانچسٹر کے مشترکہ تعاون سے منعقد کیا گیا تھا۔ اس کورس کی وجہ سے میرے دماغ کے سارے بند دریچے کھل گئے کہ اساتذہ کو کس طرح کا ہونا چاہئے کہ جس کی وجہ سے وہ موثر استاد "Effective Teacher" بن سکیں اور باہر سے آئے ہوئے پروفیسرز سے سیکھتے ہوئے ہم خود بھی پُرعزم ہو گئے۔ وہ ایک بہت ہی شاندار تجربہ تھا۔ اس کی وجہ سے میرے سوچنے کے انداز میں بہت بڑی تبدیلی آئی۔ اس کورس کے نتیجے میں اور اس میں میرے ادا کئے گئے کردار کی وجہ سے مجھے برٹش کاؤنسل والوں کی طرف سے ایک سال مانچسٹر میں پڑھنے کی اسکالرشپ مل گئی۔ اور اس کے ساتھ میں ایک بیرونی زبان کی حیثیت سے انگریزی زبان میں MEd. ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ مجھے بہت بہتر انداز سے کام کرنے کے لئے بہت ساری مہارتوں اور منصوبہ بندیوں کی ضرورت تھی۔ جب میں 1986 میں مانچسٹر سے واپس لوٹا تو میں نے شدت سے محسوس کیا کہ میں طلبہ کو بہت کچھ سکھا سکتا ہوں جو کچھ میں چاہتا ہوں، پر میں اس سے پورے ملک کے تعلیمی نظام کو بدل نہیں سکتا۔ اور یہاں وقت ہی تھا کہ جب میں اساتذہ کی تربیت کروں کیوں کہ ہر استاد 30 طلبہ کو سکھلانے کا ذمہ دار ہوتا ہے اور پھر اس طرح سے پڑھانے کے عمل پر بہت زیادہ اثر پڑے گا۔ جب ایک مرتبہ یہ کام شروع ہوا تو پھر میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اب مجھے اپنا پورا وقت اساتذہ کو تربیت دینے والی راہ پر ہی چل کر گذارنا ہے۔

سوال: پاکستان کی مختلف تنظیموں کی طرف سے منعقد کئے گئے تعلیمی نشوونما کے پروگراموں میں آپ نے شرکت کی ہے، اور ان گنت تربیتی ورکشاپز میں آپ نے ہزاروں لوگوں کو تربیت دی ہے تو اس بنیاد پر آپ اساتذہ یا بڑے لوگوں اور چھوٹے بچوں کے پڑھنے یا سیکھنے کے طریقہ کار میں کس طرح موازنہ کریں گے؟

جواب: جی سیکھنے کے ان دونوں طریقوں میں بہت واضح فرق ہے۔ بڑوں کا سیکھنا اور چھوٹے بچوں کا سیکھنا یہ دونوں الگ الگ محرکات ہیں۔ یہ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اساتذہ کو تربیت کروانے والے بہت سارے لوگ اس وقت اثر انداز نہیں ہوتے جب وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اساتذہ کو کچھ نہیں آتا۔ آپ ایک بچے کو تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ سیکھو تو یہ بہتر رہے گا مگر آپ اس طرح کی بات کسی بڑے کو نہیں کہہ سکتے۔ جب آپ ایک بڑے کی تربیت کرتے ہیں تو اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ آپ ان اچھی چیزوں کے درمیان ربط دکھائیں۔ ایک بڑی عمر والے آدمی کے پاس ذہنی عادات، ذاتی رجحانات، تجربات اور تعصبات ہوتے ہیں۔ یہ باتیں ایک تربیت کار کے لئے مسئلہ تو نہیں ہونا چاہئے مگر یہ اس کے لئے سیکھنے کا ذریعہ ضرور بنتی ہیں۔ بڑی عمر کے سیکھنے والوں کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہوئے ہمیں ان کے سیکھنے کی صلاحیتوں کو مزید بہتر کرنا ہوگا۔

سوال: کیا آپ واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ سیکھنے کا عمل پوری زندگی چلتا ہے؟

جواب: یہ میرا اعتقاد ہے کہ ہم جیسے جیسے بڑے ہوتے جاتے ہیں، (کیونکہ یہ میرا تجربہ ہے) ہم مختلف حوالوں پر بنی چالوں کے جھنجھٹ میں پڑتے جاتے ہیں۔ ہم بڑے حقی ہوئی۔ یہ میری کے ساتھ زبان کا اظہار استعمال کرتے ہیں۔ ہم زندگی کی پیچیدگیوں کو سمجھتے ہیں اور ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ چیزیں اتنی آسان نہیں ہوتیں۔ اس مختلف مزاجی کی وجہ

"تجسس بحیثیت "کیفیت" اور "خاصیت" بہت ہی مختلف چیزیں ہیں۔ یک لمحاتی تجسس والی چیزیں ایک "کیفیت" ہوتی ہیں مگر سوالات پوچھنے والی، ایک نہ ختم ہونے والی گفتگو اور آگہی حاصل کرنے کی جستجو ایک "خاصیت" ہوتی ہے۔ یہ میرا ایمان ہے کہ جو لوگ ذہنی طور پر تجسس کی خاصیت رکھتے ہیں، وہ سیکھنے کے معاملے میں ہمیشہ جوانوں جیسا جوش رکھتے ہیں۔ ہمارا آج کل رائج نظام تعلیم اس طرح کی "خاصیت" کو بہت پہلے ہی ختم کر دیتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس بات کی نشوونما اسکولوں میں ہو اور اگر وہاں بھی اس قسم کی مثبت سرگرمیوں پر پابندی لگا دی گئی، تو ہم ایک شخص کی حیثیت میں ایک بچے کے سیکھنے کی خاصیت کو گنوا دیں گے۔"

سے دوسرے لوگ سیکھنے کے عمل کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ جبکہ یہ سچ نہیں ہے۔ اصل میں یہ ترغیب دینے والی ناپسندیدگی ہے، جو سیکھنے کے ساتھ ساتھ ختم ہو جائے گی۔ سیکھنے کا حقیقی عمل چلتا رہتا ہے۔ میرا یہ ماننا ہے کہ سیکھنے کا عمل ہر کسی کی اپنی اپنی شخصیت سے بھی منسلک ہے۔ میں 85 سال کی عمر والے لوگوں سے بھی مل چکا ہوں اور وہ 20 سال کی عمر والوں سے بھی جو سیکھنے کے معاملے میں زیادہ کھلے ذہن کے مالک ہوتے ہیں۔ تجسس بحیثیت "کیفیت" اور "خاصیت" بہت ہی مختلف چیزیں ہیں۔ یک لمحاتی تجسس والی چیزیں ایک "کیفیت" ہوتی ہیں، مگر سوالات پوچھنے والی، ایک نہ ختم ہونے والی گفتگو اور آگہی حاصل کرنے کی جستجو ایک "خاصیت" ہوتی ہے۔ یہ میرا ایمان ہے کہ جو لوگ ذہنی طور پر تجسس کی خاصیت رکھتے ہیں، وہ سیکھنے کے معاملے میں ہمیشہ جوانوں جیسا جوش رکھتے ہیں۔ ہمارا آج کل رائج نظام تعلیم اس طرح کی "خاصیت" کو بہت پہلے ہی ختم کر دیتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس بات کی نشوونما اسکولوں میں ہو اور اگر وہاں بھی اس قسم کی مثبت سرگرمیوں پر پابندی لگا دی گئی، تو ہم ایک شخص کی حیثیت میں ایک بچے کے سیکھنے کی خاصیت کو گنوا دیں گے۔

سوال: عباس صاحب چھوٹے بچوں پر سیکھنے کا کیا اثر پڑتا ہے؟

جواب: ہماری کی گئی تحقیقات اور مشاہدات ہمیں بتاتے ہیں کہ جیسے جیسے اس بدلتی ہوئی جدید دنیا میں زندگی مزید پیچیدہ ہوتی جا رہی ہے، تو اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ بچوں کو مخصوص قسم کی مہارتوں سے لیس کیا جائے اور جدید دور کے تقاضوں کو اسکولوں میں فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ اس طرز فکر پر بھی بہت ساری تنقید ہوتی ہے اور یہ بھی مانا جاتا ہے کہ اسکول جدید دور کے تقاضوں کو پورا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ان کے پاس بھی متعدد دلائل موجود ہیں۔ اسکولوں کو اپنے سکھلانے کے انداز کو آمرانہ اور بیزاری والے انداز سے بدل کر مزید اور حوصلہ افزائی دینے والا بنانا پڑے گا۔ البتہ بچوں کی مخصوص صلاحیتیں ہیں جو کہ 15-0 سال تک کی عمر میں بچوں کو اپنی بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ ضرور حاصل کرنی چاہئیں اور اس سے زیادہ نہیں۔ اس لئے چھوٹی عمر میں سیکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔

اس کے ساتھ، اگر آپ اسٹیون پنکر کی تحقیق کو پڑھیں گے، تو اس میں یہ بات صاف لکھی ہوئی ہے کہ سیکھنے کے معاملے میں انسان بہت ہی پیچیدہ ہے۔ بچے جب نونہال ہوتے ہیں، مطلب کہ بچپن کی ابتدائی عمر کے ہوتے ہیں تو وہ آواز اور سونگھنے کے ذریعوں سے ردعمل ظاہر کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ہمارے ابتدائی سیکھنے کا عمل شروع ہوتا ہے اور اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک بچہ سالم صلاحیت کے ساتھ اسکول آتا ہے۔ اور پھر یہ اسکول ہی ہوتا ہے جو اس کی صلاحیت کو ختم کر دیتا ہے۔

سوال: کیا آپ کے خیال میں ہر شخص کا سیکھنے کا طریقہ کار مختلف ہوتا ہے؟ کیا آپ ہمارے پڑھنے والوں کو اس کے بارے میں کچھ بتانا پسند کریں گے کہ وہ اپنی جماعتوں میں سیکھنے کے ان مختلف طریقوں کو کیسے تشکیل دیں؟

جواب: بالکل، ہم سب کی سیکھنے کیلئے اپنی اپنی انسانی صفات اور ترجیحات ہوتی ہیں اور ان ترجیحات کو ہم تین وسیع شکلوں پر دیکھ سکتے ہیں: ہمارے جسم کے حسی اعضاء کے متعلق سننے اور دیکھنے کے متعلق اور عقل کی بنا پر موجود

بہت سارے نظریوں کے حوالے سے ہم اس میں بہت کچھ اور پہلو بھی شامل کر سکتے ہیں۔ میرا یہ ماننا ہے کہ ہر شخص میں سیکھنے کے مختلف انداز موجود ہوتے ہیں مگر پھر بھی ہمیں ان اندازوں کو بہت زیادہ شخصی اور فرد والا بنانے کے لئے تیار رہنا پڑے گا کیوں کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ بچے ایک گروپ یا ایک ہی کمرے کی چھت کے اندر اکٹھے بیٹھ بھی نہ سکیں۔ اگر یہ حالت واقع پذیر ہو گئی تو پھر یہاں پر سیکھنے کے لئے کچھ بچے گا ہی نہیں کیونکہ یہاں پر اساتذہ کا وجود نہیں ہوگا۔ اور اس کے ساتھ میرا یہ بھی ماننا ہے کہ استاد ایک ہی کمرہ جماعت میں سیکھنے کی مختلف صورتوں کو ممکنہ حد تک شامل کرے، بجائے اس کے کہ وہ اس بات پر زور دے کہ ہر بچہ ایک ہی وقت میں ایک ہی قسم کا کام کرے گا۔ چاہے آپ ایک ہی چیز کیوں نہ سکھلا رہے ہوں مگر اس کے لئے بھی کمرہ جماعت میں بہت ساری جگہ ہونی چاہئے اور بچوں کو بہت سارا وقت بھی میسر ہو کہ وہ سیکھنے کی مختلف صورتوں کی چھان بین کر سکیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک بچہ کسی مضمون کا جواب لکھ کر دینے کو ترجیح دے، تو ممکن ہے کہ دوسرا فلو چارٹ بنا کر یہ کوشش کرنے کی وضاحت کرے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے، اور ہو سکتا ہے کہ تیسرا ڈرائنگ کرنے کو ترجیح دے۔ مقصد یہ ہے کہ ایک اچھے کمرہ جماعت میں یہ سب طریقہ کار قابل قبول ہونے چاہئیں۔

سوال: قومی نصاب اور اس میں سے Social Ethics کے مضمون کے اخراج کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں؟ کیا اس میں سماجی قدریں اور معیار شامل ہونے چاہئیں؟

جواب: ہمارے سسٹم کی سب سے زیادہ خرابی والی بات یہ ہے کہ اس میں موجود نظریات بہت واضح ہیں مگر جب بھی ان کا اطلاق ہوتا ہے تو بہت بڑے بڑے مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ کو یہ کہنا ہوگا کہ کسی بھی ملک کا تعلیمی نظام مختلف صورتوں میں بٹا ہوا ہوتا ہے۔ وہاں پر پالیسی بنانے والوں کی ایک سطح ہے جہاں پر بالائی سطحوں کی ضروریات کی بنا پر نصاب تعلیم کے بارے میں فیصلہ ہوتا ہے اور پھر نصاب کے وسیع خاکے کے بارے میں طے ہوتا ہے کہ پڑھانے کی ہر سطح پر ہر مضمون میں کتنا سکھلایا جائے۔ طے کئے ہوئے نصاب کے اطلاق کے لئے ہمارے پاس نصاب کی کتب اور اساتذہ کی تربیتوں کا سسٹم موجود ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ نصاب تعلیم کی دستاویزات یا پالیسی کی سطح پر کوئی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ یہ تب ہوتا ہے جب آپ نچلی سطح پر اساتذہ کی تربیت اور نصابی کتب میں بہت زیادہ فرق دیکھتے ہیں۔ میرا یہ ایمان ہے کہ اساتذہ کی تربیت کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ کیونکہ آپ کے پاس مختلف قسم کی نصابی کتب ہیں اور اگر آپ کے پاس تربیت یافتہ اساتذہ ہیں تو انہیں ہی معلوم ہے کہ ان کے ساتھ کیسے نپٹنا ہوتا ہے۔ اور اگر آپ کے پاس اعلیٰ معیار کی نصابی کتب اور غیر تربیت یافتہ اساتذہ ہیں تو پھر آپ کبھی بھی وہ نتائج حاصل نہیں کر سکیں گے جو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

سسٹم کے ساتھ جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے علم شہریت کے مضمون کو مسترد کر دیا ہے اور یہ بہت سارے نصابی کتب کے اداروں کے سسٹم میں شامل نہیں۔ تاریخ کے مضمون نے ایک سبجیکٹ کی حیثیت سے ہمارے نصاب کی اہمیت کو گھٹا دیا ہے اور آج کل کے بہت اہم مسائل جیسے ٹریفک مینجمنٹ اور ڈیسیژن کو نکال باہر پھینک دیا ہے۔

"میرا یہ بھی ماننا ہے کہ استاد ایک ہی کمرۂ جماعت میں سیکھنے کی مختلف صورتوں کو ممکنہ حد تک شامل کرے، بجائے اس کے کہ وہ اس بات پر زور دے کہ ہر بچہ ایک ہی وقت میں ایک ہی قسم کا کام کرے۔ چاہے آپ ایک ہی چیز کیوں نہ سکھلا رہے ہوں مگر اس کے لئے بھی کمرۂ جماعت میں بہت ساری جگہ ہونی چاہیے اور بچوں کو بہت سارا وقت بھی میسر ہو کہ وہ سیکھنے کی مختلف صورتوں کی چھان بین کر سکیں۔"

کام کرنے میں ان کا دھیان بھی کم ہو یا پھر ڈسلیکسیا جیسے مسائل سے بھی دو چار ہو؟ اس لئے یہ سوچے بغیر کہ اسکول کی کارکردگی کیا ہے یا وہ بہت ساری باتوں میں کم ہے، آپ اپنے بچوں کو کسی بھی قریبی اسکول میں داخلہ دلوائیں اور یہ مسئلہ بھی نہیں ہونا چاہیئے کہ اسکول کس طرح کا ہو۔

گھر میں جو مسئلہ پیدا ہوتا ہے وہ ہے ماحول کا جس میں بچہ اچھی طرح سے پڑھ سکے لوگ کہتے ہیں "میرا بچہ پڑھتا نہیں ہے"۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ "آپ نے ان کو پڑھتے ہوئے دیکھا کب ہے؟" بچے تو نقل کرتے ہیں۔ جب وہ اپنے والدین کو پڑھتے ہوئے نہیں دیکھیں گے تو پھر آپ ان سے اس بات کی کیوں توقع کرتے ہیں کہ وہ کتاب ہاتھ میں اٹھائیں گے؟ ہر وہ گھر جس میں 50 کتابیں موجود ہیں ان کے بچے آگے چل کر پڑھنے کے لئے یونیورسٹی جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ایک قطعی بیان ہو مگر یہ ایک حقیقت ہے اور کتابوں سے میرا مطلب ہے کہ پڑھنے کے لئے کسی بھی طرح کا مواد۔ اگر یہاں پر (Drop Everything and Read -DEAR) کا طریقہ کار گھر پر لاگو ہو، مطلب خاموشی والا وقت، جب ٹی وی بند ہو جائے اور ہر کوئی پڑھنے میں مصروف ہو جائے تو پھر وہاں پر سیکھنے کا عمل بہت بہتر ہوگا۔

سوال: ایک طالب علم اور استاد کے درمیان پڑھنے اور پڑھانے کے عمل کو کس طرح وقوع پذیر ہونا چاہیے؟ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ استاد بھی اپنے طالب علم سے کچھ سیکھ سکتا ہے؟

جواب: یہ حقیقت مجھے حیران کر دیتی ہے کہ میرے طالب علم میرے شکر گزار ہوتے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ میں ان کا شکر گزار ہوتا ہوں۔ ایک استاد ہونے کے لئے آپ کو ایک سیکھنے والا بھی ہونا پڑے گا۔ جس دن آپ نے سیکھنا چھوڑ دیا، سمجھو کہ آپ ختم ہو گئے۔ ایک استاد کی حیثیت سے آپ کو طالب علموں کی شخصیت میں مثبت اور ان کو سیکھنے کے جو نئے طریقہ کار "فراہم" کرنے کے لئے بہت کچھ سیکھنا پڑے گا۔ یہ انتہائی ضروری ہے کہ آپ خیالات کے درمیان موجود رابطہ کسی نہ کسی صورت میں بچوں کو دکھلائیں اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اساتذہ خود بھی ان روابط کو دیکھیں۔ وہ ضرور اس لائق ہوں کہ اصطلاحات کو بڑی مہارت سے بیان کریں۔ مزید یہ کہ اگر ایک استاد موجودہ دنیا کا تعلق ایک بچے کی زندگی سے نہیں جوڑ پایا تو پھر سیکھنے کے عمل میں رکاوٹ آ جائے گی۔ ایک بچہ جماعت میں داخل ہوتا ہے اور اسے یہ محسوس ہو کہ اس کی اپنی زندگی، ثقافت اور زبان کی کمرۂ جماعت میں کوئی اہمیت نہیں، جہاں پر اس سے صرف یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ صرف مختلف چیزوں کو کاپیوں میں لکھے تو وہاں اس کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا تو پھر ہم اس بچے سے کس طرح یہ امید وابستہ کرتے ہیں کہ وہ سیکھنے کے عمل میں اپنے شوق کو قائم رکھے گا۔ اساتذہ کو بھی اس بات کو تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ خود بھی اسی علم کے شاگرد ہیں، جو وہ سیکھنے والوں کو سکھلا رہے ہیں۔ اساتذہ کا انداز فکر یہ ہونا چاہیے کہ "آؤ ہم اکٹھے سیکھتے ہیں" اور انہیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ خود بھی اسی سبجیکٹ کے شاگرد ہیں، اور انہوں نے اس سبجیکٹ میں سے صرف چند چیزیں ہی ان طالب علموں سے چند سال پہلے سیکھی ہیں۔ اساتذہ کو اس بات کو بھی اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے کہ کسی بھی چیز کو کرنے کے لئے اور بھی بہت سارے مختلف اچھے طریقے موجود ہیں۔ جب کوئی سیکھنے والا ایک استاد میں اس طرح کا انداز پائے گا تو پھر بالکل ہی نئے تحرکات سامنے آئیں گے اور پھر اس طرح استاد اور سیکھنے والے کے درمیان بالکل نئے قسم کے تعلقات استوار ہو جائیں گے۔

سوال: عباس صاحب! ہم نے طالب علموں اور اساتذہ دونوں کے لئے بات چیت کی، اب والدین کی طرف آتے ہیں۔ والدین بچوں کو گھر پر کس طرح سیکھنے کے عمل میں سہولت مہیا کر سکتے ہیں؟ جب والدین گھر کے اندر سیکھنے کے ماحول کو پیدا کر رہے ہوں تو ان کو کون سی باتیں اپنے ذہن میں رکھنی چاہئیں؟

جواب: بہت سارے والدین مجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ وہ کون سے اسکول میں اپنے بچے کو داخل کروائیں اور میں ان سے کہتا ہوں "مہربانی فرما کر آپ اسکول کی کارکردگی کے بارے میں پریشان نہ ہوں، کیونکہ گھر اور اسکول کے درمیان فاصلہ بہت بڑا مسئلہ ہے" اسکول صبح 8:00 بجے شروع ہوتا ہے تو آپ اپنے بچوں کو 6:30 بجے گھر سے جانے کے لئے نہ بھیجیں اور پھر وہ شام کو 3:30 بجے گھر واپس لوٹتے ہیں جب کہ اسکول کا وقت 1:00 بجے ختم ہو جاتا ہے۔ آپ پھر چاہے کچھ بھی کریں مگر بچہ اس طرح سے پوری زندگی سیکھنے سے نفرت کرے گا۔ آپ صبح سویرے جلدی جلدی بچے کو ناشتہ اور اسکول بھیج دیتے ہیں اور ممکن ہوتا ہے کہ وہ بھوکا بھی ہو اور پھر وہ دوپہر کو بڑی دیر سے گھر لوٹتا ہے اور پھر اس کے بعد آپ ان سے یہ امید وابستہ کرتے ہیں کہ

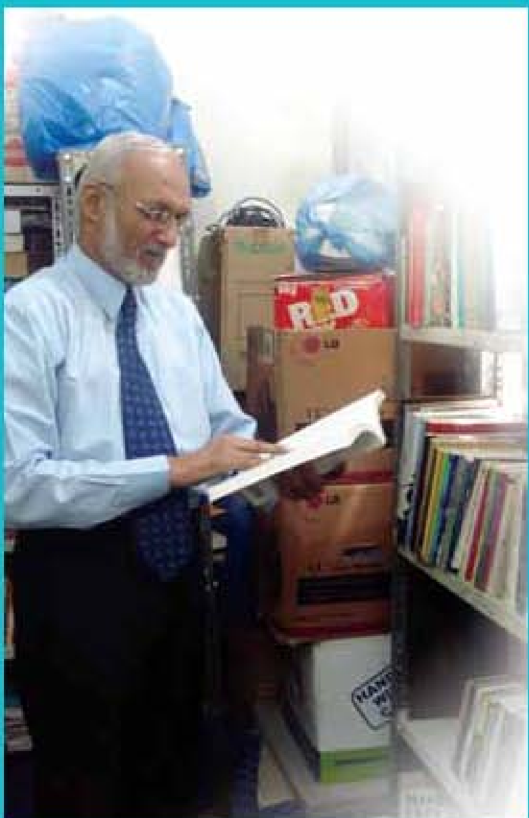

"اساتذہ کو بھی اس بات کو تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ خود بھی اسی علم کے شاگرد ہیں، جو وہ سیکھنے والوں کو سکھلا رہے ہیں۔ اساتذہ کا انداز فکر یہ ہونا چاہیے کہ "آؤ ہم اکٹھے سیکھتے ہیں" اور انہیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ خود بھی اسی سبجیکٹ کے شاگرد ہیں، اور انہوں نے اس سبجیکٹ میں سے صرف چند چیزیں ہی ان طالب علموں سے چند سال پہلے سیکھی ہیں۔"

www.naturalchild.org

دی نیچرل چائلڈ پراجیکٹ

جائزہ: یوشع ذکی الدین

جب ہم انٹرنیٹ پر سیکھنے (Learning) کے حوالے سے کچھ اچھے مواد کی تلاش کر رہے تھے تو اس وقت اتفاقاً "The Natural Child Project" کی ویب سائٹ ہمارے ہاتھ لگ گئی۔ جب ہم نے ویب سائٹ کا سرسری جائزہ لیا تو ہمیں فوراً ہی اندازہ ہو گیا کہ ہمارے ہاتھ کوئی خزانہ لگ گیا ہے اور واقعی یہ ویب سائٹ ہمارے لئے خزانے سے بھرا ایک ایسا صندوق تھا جس میں "والدین سے وابستگی Parenting" Attachment (عزت اور اعتماد کے ساتھ بچوں کی پرورش کرنا) اسکول نہ بھیجنا (unschooling) (جس میں گھر پر ہی بچے کو اس اعتماد کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے کہ وہ اپنا نصاب (Curriculum) خود ترتیب دے) اور بچوں کی طرفداری کرنا جیسے عنوانات نمایاں تھے۔

ویب سائٹ کے ہوم پیج پر ہی اس کے مقصد کو بیان کیا گیا ہے "ہمارا نصب العین ایک ایسی دنیا ہے جس میں دنیا کے ہر بچے کے ساتھ عزت، احترام اس کو سمجھنے اور ہمدردی کے جذبے کے تحت برتاؤ کیا جائے"۔ ویب سائٹ میں مزید وضاحت کی گئی ہے ــــ "اس طرح کی دنیا میں ہر بچہ محبت اور اعتماد سے سرشار ہونے کے تحت بڑا ہوگا۔ ہمارے معاشرے کو اس سے زیادہ اشد ضروری اور کوئی بھی کام نہیں۔"

ویب سائٹ کے ایک پہلو نے ہمیں بہت متاثر کیا، جس کے اس حصے میں والدین کے فرائض اور ECD کے حوالے سے ختم نہ ہونے والے مضمونوں کا سلسلہ موجود ہے، اور وہ سب ممتاز مصنفوں اور تعلیم کے ماہرین کی طرف سے لکھے گئے ہیں۔ کچھ عنوانات بڑے ہی مزیدار اور معلوماتی حقائق پر مبنی ہیں جیسے: "بچوں کے ساتھ شاپنگ کرنے کے 10 گُر"، "والدین کے فرائض اور غیر متشدد (مار پیٹ سے پاک) رابطے استوار کر کے بچوں سے وابستگی اپنائیں"، "محبت کی حیاتیاتی جڑیں"، "بچے کے پیدا ہونے سے پہلے کا رابطہ" اور بہت ساری دوسری چیزیں۔

اس ویب سائٹ سے بھرپور فائدہ اٹھانے اور سیکھنے کے لئے اور بھی بہت کچھ ہے۔ آپ اس ویب سائٹ میں بچوں کی بہت ہی شاندار "آرٹ گیلری" بھی دیکھ سکتے ہیں۔ دی گلوبل چلڈرن آرٹ گیلری (The Global Children's Art Gallery) میں 87 ممالک کے بچوں کی 1050 تصاویر موجود ہیں۔ آپ وہ سب تصاویر دیکھ سکتے ہیں اور ان کے پرنٹ اور پوسٹرز کے لئے آرڈرز بھی کر سکتے ہیں تاکہ اس ویب سائٹ پر کام کرنے والی ٹیم کی مدد ہو سکے۔ اس سیکشن کے ایک اور حصے Natural Child Project's ویب سائٹ میں امداد دینے کے لئے بھی گذارش کی گئی ہے اور ان کا ممبر بننا بھی مفت ہے اس طرح آپ کو ہر مہینے مفت نیوز لیٹر ای میل کیا جائے گا۔

یہ ویب سائٹ کینیڈا کی ایک ماہر نفسیات مس جان ہنٹ نے بنائی ہے۔ مس جان ہنٹ ایک خاندانی اصلاح کار ہیں اور والدین سے وابستگی (Attachment Parenting) کے مضمون کی ماہر ہیں۔ (حتیٰ کہ وہ خود بھی والدین کی فہرست میں شامل ہیں) اور اس کے ساتھ وہ Empathic Parenting میگزین کی ایڈیٹوریل اسسٹنٹ بھی ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار "Mothering magazine" میگزین اور "Natural Life" جیسے جریدوں میں بھی کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے Sunriver Sun, Times Colonist اور دوسرے بھی بہت سے معیاری رسالوں میں مضامین لکھے ہیں۔ ویب سائٹ کو زیادہ بہتر کرتے ہوئے اس کے استعمال میں مزید اضافے اور والدین کے لئے معلوماتی ذرائع کی ترویج کے لئے مس ہنٹ نے پوری دنیا بھر میں "Attachment Parenting" اور "Unschooling" جیسے موضوعات پر ٹیلیفون پر صلاح مشورے کرنے کے لئے بھی آغاز کیا ہوا ہے۔ "Parenting Advice Column Archive" ایک اور بہت ہی بہترین تعلیمی سیکشن ہے جس میں والدین کے لئے بچوں کے سیکھنے کے حوالے سے مفید صلاح مشورے دیئے گئے ہیں۔

ویب سائٹ نے بہت سارے سرکاری اعزازات بھی حاصل کئے ہیں، جن میں Exploratorium's 10 cool sites کی فہرست اور "USA Today's Hot Site" کی طرف سے بھی اپریل 1998 میں "Child Fund Award" وصول کیا اور یہ "CNN Headline News" اور "Canada" پر بھی دکھائی جا چکی ہے۔

مس جان ہنٹ جو کہ پراجیکٹ ڈائریکٹر ہیں
www.naturalchild.org

"ہمارا مقصد والدین کی مدد کرنا ہے تاکہ وہ بچپن کے ابتدائی سالوں کی وقتی اہمیت کو سمجھ سکیں اور ان کو اس طرح کی معلومات اور حوصلہ افزائی فراہم کرنے میں مدد کرنا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے بچوں سے غیر مشروط محبت اور عزت کے ساتھ پیش آسکیں۔"

"ہر بچہ اردگرد کے ماحول اور مقررہ دورانیے کے مطابق بڑھتا ہے اور ہمیں اس بات کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے، جان کہتی ہیں" بچے ریل گاڑی نہیں ہوتے، اگر ریل گاڑی اپنے پہلے پانچ اسٹاپس پر لیٹ ہو جائے تو نتیجتاً وہ اپنی آخری منزل پر بھی پہنچنے میں لیٹ ہو جائے گی، مگر بچہ اپنے سارے اسٹاپس پر لیٹ تو ہو سکتا ہے اور پھر اچانک ہی وہ سب سے آگے بھی نکل سکتا ہے۔"

ای سی ڈی کے بارے میں

بچوں کے ابتدائی سالوں پر نظر

سارہ حسین

دنیا بھر میں چھوٹے بچوں کی صورتحال

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابتدائی بچپن کی نگہداشت اور تعلیم: بنیادی حقوق

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Source:
EFA Global Monitoring Report 2007, Strong Foundations, ECCE

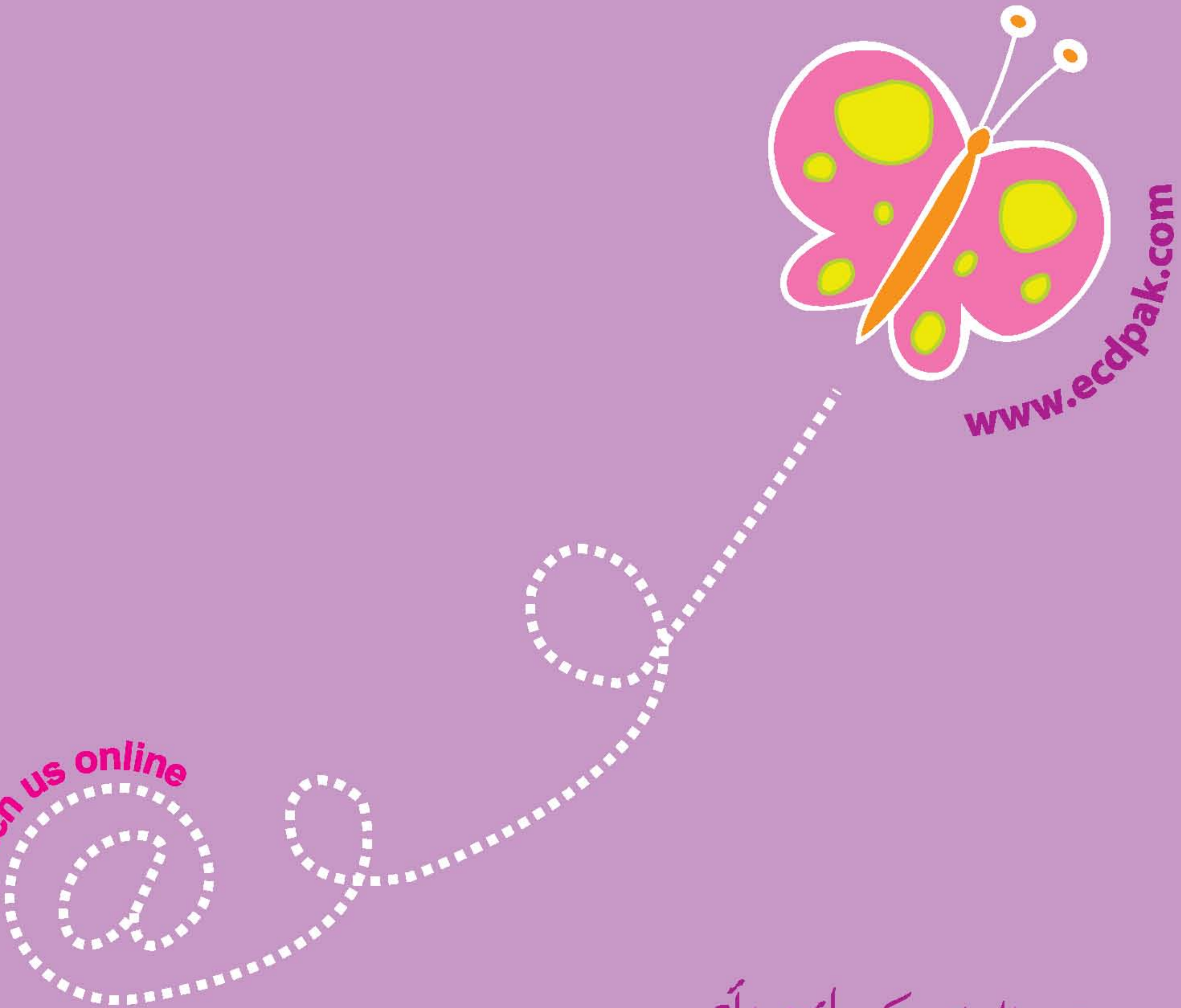

- والدین کے لئے ذرائع
- اساتذہ کے لئے ذرائع
- ECD کے ماہر سے پوچھئے

ecd pak

ابتدائی بچپن کے موضوع پر پاکستان کی پہلی ویب سائیٹ

www.ecdpak.com